



تحت اہتمام حضرت مولانا محمد رضا بکوی امیر خزانہ انصار مجلیہ
(پانچاب)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شماره اول

ماہنامہ اسلام

مقام اشاعت
جامع مسجد پھیر (پنجاب)
چندہ سالانہ عیس

جلد ۱ باب ماہ مئی ۱۹۳۶ء مطابق ماہ صفر المظفر ۱۳۵۶ھ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	حیات سچ ابن مریم علیہ السلام	۴
۲	سلاک جواہر	۷
۳	شہید اعظم	۸
۴	شیعہ آور ہندو	۹
۵	خواجہ حسن نظامی کا مذہب	۱۱
۶	بشارت اسمہ احمد	۱۵
۷	ہر دو قسم مرزائیت پر ایک تفتیدی نظر	۱۸
۸	محرم اور غم	۲۷
۹	تعزیه اور ہندو	۲۸
۱۰	نگلش سنی اور کلب علی شیعہ کی تیرھویں لاکھ	۳۰
۱۱	ضعیف الاعتقادی	۳۱
	پیر رموزی صاحب	۴
	ماخوذ	۷
	جناب منظور حسین صاحب ماسر القادری	۸
	ماخوذ	۹
	جناب مولوی محمد اکرم صاحب دھنولوی	۱۱
	جناب مولوی حبیب صاحب سبیلجہ حبیب انصاری	۱۵
	مدیر	۱۸
	جناب نجم صاحب فیض آبادی	۲۷
	ماخوذ	۲۸
	جناب خان زادہ غلام احمد خان صاحب نگلش ہنگو	۳۰
	جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی	۳۱

کتاب خانہ جامعہ اسلامیہ

باجتہام ظہور احمد گوئی ایڈیٹر بریٹر پبلشر منور الیکٹرک پریس گدھ پور پبلشر منور اسلام پھیرہ (پنجاب) سے شائع ہوا

حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام

راہِ پیروزی کی ساری

اذ قال اللہ یعیسیٰ ائنی متوفیک ورافعت الی و مطہرک من الذین کفرو
وجاعلک من الذین الذہب فوق الذین کفرو الی یوم القیامہ رآل عمران ع ۱۲

مرزا یوں کا ترجمہ: جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں ہی تجھے وفات دینے والا ہوں اور عزت دینے والا ہوں جھکو اور
یہود و مسیحیوں کے اعتراضات سے تجھے بری الذمہ کرنا والا ہوں اور تیرے ماننے والوں کو قیامت تک نہ ماننے والوں پر
غالب کرنے والا ہوں۔

مرزا یوں کا استدلال: اللہ تعالیٰ نے متوفیک کا کو پہلے رکھا ہے مہار کوئی حق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ترتیب کو
بدلیں دے اس کی حکمت پر الزام آمیز کہ اس نے اس چیز کو پیچھے تھی بلا وجہ آگے کر دیا۔ (نعوذ باللہ)

دوم: محضرت علیہ السلام علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ پہلے صفا کا طواف کریں گے یا مردہ کا۔ آپ نے فرمایا ابدن و اہمال
ع اللہ۔ اس سے شروع کرو جس سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے پس میں بھی وہی پہلے رکھنا چاہتا ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے
پہلے رکھا ہے۔

سوم: اگر متوفیک کو پیچھے کیا جائے تو سرری ترکیب ہی درجہ برہم ہو جائیگی اور صحیح طور پر متوفیک کی کوئی جگہ نہ ہوگی کیونکہ
وعدہ اللہ اب شروع ہے اور زلی یوم القیامت تک رہیگا۔ تو خنی کے معنی اوپر گزر چکے ہیں اور رفح کے معنی بل رفح
اللہ الیہ کی بحث میں داخلہ کریں پس تو خنی کو یورہ القیامہ کے بعد ماننا پڑیگا (احمدی پاکٹ بک جلد ۱۲ سے)

الجواب وهو المہم للصواب سنئے جناب آپ کے مرقومہ معنی سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت مسیح
ناصری علیہ السلام بھی تک فوت نہیں بلکہ زندہ ہیں رہنہم اذا اب دوسری بات کو کہ عزت دینے والا ہوں۔ یہ
بھی آپ کی اپنے نبی سمیت غلطی ہے اول اس لئے کہ اس آیت کے معنی میں عزت کا لفظ از خود بڑھا دیا ہے حالانکہ
قرآن شریف اس کیلئے کوئی لفظ نہیں ہے اور اگر مضموم رفح سے سمجھ لیا جائے تو بھی اس سے موت ثابت نہیں ہوتی
کیونکہ رفح جمعی اور اعزاز میں مخالفت نہیں بلکہ یکجا جمع ہو سکے ہیں جیسے کہ آیت و رفح البوہ علی العرش میں
ہے یعنی یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو عزت کے ساتھ آنحضرت کے اوپر بٹھایا پس اس آیت کے یہ معنی
ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو عزت کے ساتھ آسمان پر اٹھالیا۔

عزت کس کا تھ اٹھا لیا سے موت مراد یعنی نہ تو لغت کی کسی کتاب سے ثابت ہے اور نہ محاورہ و زبان

اسکی اگر کوئی کہے کہ وہ نفع کا بھی وعدہ ہے اور مٹھ کر بھی وعدہ ہے و حائل الذین اتبعوا ابھی وعدہ ہے کیا یہ وعدہ پورے ہو گئے کہ وہ بھی پورا ہوا ہاں بناب رفع کا وعدہ تو پورا ہو گیا بل رفع اللہ الیہ کیا تھا ۱۱، تطہیر سے مراد کفار کے ہاتھ سے صاف پالیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو نجس اور پلید قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا انما المشرکون نجس پس تو بہ جلد تطہیر سے متبرہ کیا معقولی و منقولی مثلاً کثیر و عام و حلالین و نجفی و رحمانی و فتح البیان و جامع البیان و مدارک و مسرر و منیر و خازن و کشف دال السعود و عباسی و بیضاوی و ابن کثیر مٹھ کر من الذین کفروا کے معنی کفار کے ہاتھ سے خلاصی اور نجات لکھتے ہیں۔

دوئم۔ واؤ کا حرف ہر جاتر تیسب کیلئے نہیں آتا ملاحظہ ہو قرآن کریم میں ۱، اقیما الصلوات واتوا الزکوٰۃ۔ ۲، اقیما الصلوات ولا تكونوا من المشرکین ۳، خداوند تعالیٰ نے فرعون کے جاودگروں کے قول کو ایک جگہ یوں بیان فرمایا ہے کہ بوب موسیٰ و ہارون اوردوسری جگہ بجائے اسکے جوب ہارون و موسیٰ فرمایا ہے۔ ۴، علاوہ اسکے کئی ایک مقام پر انبیاء سابقین کا لائقین سے پیچھے ذکر کیا ہے جیسا کہ کذلک یوحی الیہ و الی الذین من قبلک اللہ ہمیں کوئی تباہت ہے رد، تقدم و تاخر کی مزید تحقیق مطارب ہو تو تفسیر نقان ملاحظہ فرمائیں جس میں چالیسوں نواع خاص اسی مطلب کیلئے مصنف نے مقرر کی ہے کہ بعض لفظ مقدم ہوں انکین ترجمہ انکا مؤخر ہوتا ہے چنانچہ انی متوفیک و نفعک بھی انہوں میں سے ایک ہے ۵، مزید تفسی کے لئے دیکھو حصو علیہ السلام کی شان میں آتا ہے عفا اللہ عنک پہلے پھر لہ اذنت کو فرمایا۔

امثلہ تقدیم و تاخیر از قرآن کریم

۱، ادخلوا الباب سجداً و قولوا حطہ (بقوۃ) ۲، و قولوا حطہ و ادخلوا الباب سجداً (اعراف) پہلی آیت میں دخول باب پہلے اور قول حطہ بعد میں ذکر کیا گیا ہے اور دوسری آیت بالعکس ہے اگر داؤ ترتیب کے لئے ہوتی ہے تو ان دونوں آیتوں میں تناقض واقع ہو جاتا ہے۔ رضی ص ۵، نبوت و نوحی و نحن مبعوثین (مومنون) اس آیت میں موت کو حیات سے پہلے ذکر کیا ہے باوجودیکہ واقع اول نفس الامری میں اس کے خلاف ہے، مگر یاد رہے کہ اس تقدیم و تاخیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نظم قرآنی میں جو لفظ پہلے آیا ہے اسکو مؤخر ہونا چاہئے۔ (حاشا وکلا) بلکہ اس تقدیم و تاخیر سے مراد یہ ہے کہ جس طرح ذکر میں بعض الفاظ بعض سے مقدم اور مؤخر ہیں اور کلام میں انکا اس ترتیب کے ساتھ آنا علم بلاغت کی رو سے موزوں یا ضروری ہے۔ اس طرح انکا وقوع اول نفس الامریں بالترتیب ظاہر ہونا لازمی نہیں ہے گویا ترتیب

کسی اور کوئی دوسرا خارجی کو مستلزم نہیں لہذا اگر مسلم ہے کہ خدا شوق رکھتا ہے کہ اس کے لئے جو کچھ ہو جائے اور بعض دوسرے افعال
 اور چیزوں کی وجہ سے ضروری ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی وجہ ہو کہ اس مقدم ہے یہی طرح اس کا
 خدا اور نفس الامری میں واقع اور ظاہر ہونا بھی سب سے پہلے اور مقدم ہونا بھی جائز ہے کہ کچھ چیزیں اس میں ترتیب
 رکھی نہ ہو ان میں ترتیب دیکر بھی کافی نہ رہی جائے اس لئے کہ ترتیب دیکر بھی ترتیب دیکر سے قرآن مجید کی ترتیب
 دیکر کی کوئی دلیل دینا قطعاً ناجائز اور حرام ہے اور حدیث ابن عباس و ابی ہریرہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان اصفا
 و اطوار کی ترتیب دیکر سے تقدیم منافی ضرورہ پر بطور وجوب یا استحباب کے ثابت ہے بلکہ یہ اس میں ترتیب سے ترتیب
 دیکر کی ثابت ہونی چاہئے۔ بلکہ اس ترتیب کا سننیت یا استحباب اس حدیث سے ماخوذ ہیں اگر یہ حدیث مذہبی ہو تو تقدیم
 منافی ضرورہ پر کبھی ثابت نہ ہوتی چنانچہ حدیث اقلدی شرح صحیح البخاری میں ہے **لَا تَقْرَأُ بِحَقِّ قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**
وآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَقْرَأَ بِحَقِّ قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس حدیث سے ثابت ہو گئی ہے۔ نفس انیت کا یہ مفہوم نہیں ہے۔ اور اگر نفس
 ترتیب نظم کی تقدم دیکر کو مستلزم ہوتی تو اقیماً الصلوٰۃ و التوکل و الزکوٰۃ میں ذکر اہل کائنات سے پہلے اور اگر ناجائز نہ ہو لہذا وجہ
 اس کا کافی بھی قائل نہیں ہے۔

و هذه الاخبار الاربعة ترتيبها في غاية الفصاحة بدياً اولاً باخباره تعالى بعيسى انه متوفيه
 فليس لما كرين به تسلط عليه ولا توصل اليه ثم بشيوة ثانياً يرفعه الى سماءه و سكناء مع
 ملائكة و عبادته فيها و طول عمره في عباده ربه ثم ثالثاً يرفعه الى سماءه لتطهيره من الكفار
 نعم بذالك جميع زمانه حين رفعه و حين ينزله في اخر الدنيا في بشارته عظمته له انه
 مطهر من الكفار اولاً و اخره و لما كانت التوفى و الرفع كل منهما خاص بزمان بدعي بهما
 و لما كانت التطهير عاماً يشتمل سائر الازمان اخرجها اولها بشيوة لهذه بشارت الثلاث
 وهي اوصاف له في نفسه بشيوة برفعه اتباعه فوق كل كافر لتقر بذالك عينه و سيرة قلبه
 و لما كان هذا الوصف من اعتلاءه بالبعية على الكفار من اوصاف تابعية اخرج عن الا
 و صاف الثلاث لنفسه اذ البشارة بالاداء و صاف القى للنفس اهد انتهى كلامه نقلاً
 عن حقيقدة الاسلام ص ٢٥٠

فقیر حضرت مولانا مولانا حبیب الرحمن صاحب مدرسہ اسلامیہ مدظلہ العالی نے فرمایا کہ ان کے کلام میں جو کچھ ہے وہ سب
 صحیح ہے اور ان کے کلام میں جو کچھ ہے وہ سب صحیح ہے اور ان کے کلام میں جو کچھ ہے وہ سب صحیح ہے اور ان کے کلام میں جو کچھ ہے وہ سب صحیح ہے

مسکحہ اسرار

(۱۵) علم حاصل کرنا پر سلمان مرد و عورت پر فرض ہے (حدیث)

(۱۶) یہ ہے تدبیر کی دنیا (عقل) کا کارخانہ ہے نتیجہ فعل کا ہے

اور قیمت کا مہمان ہے (شاعری)

(۱۷) مومن کی زبان لے سے پیچھے رہتی ہے جب بولنے

لگتا ہے تو پہلے سوچ لیتا ہے (حدیث)

(۱۸) دنیا کی زندگی مسافرانہ گذارو و حضرت بائید بسطائی؟

(۱۹) خدا کی مخلوق کیسا تھ بھلائی کرنا دینداری کی علامت

ہے (حضرت ذوالنون مصری؟)

(۲۰) مسلمان پر لعنت کرنا اس کے قتل کے برابر ہے (حدیث)

(۲۱) کال مسلمان دبی ہے جسکے ہاتھ دربان سے لوگ

محفوظ رہیں۔ (حدیث)

(۲۲) جس میں امانت نہیں ہیں ایمان نہیں اور جس میں ایثار

عبد نہیں وہ گویا دین نہیں رکھتا ہے (حدیث)

(۲۳) اپنے مہمان کی تعلیم و تکریم کیا کرو کیونکہ وہ فرشتہ ہیں (حدیث)

(۲۴) اگر زکوٰۃ کے نہ دینے والے ایک اسی کے نہ دینے سے

بھی انکار کر دیں تو میں اسے جہاد کر دوں گا (حضرت ابو بکر صدیق)

(۲۵) ننگوں اور بھوکوں کی امداد اعانت عین ثواب کی

بات ہے۔ (حدیث)

(۲۶) خداوند کریم کے نزدیک سب سے محبوب

ترس کام وہ ہے جس کے اندر ثبات و

دوام ہو۔ (حدیث)

(۱) اپنی آل و اولاد کی یاد میں خدا کی یاد سے غافل نہ ہو (قرآن مجید)

(۲) جو کہو اسے پورا بھی کرو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت

برا ہے کہ جو کہو اس میں غفلت نہ کرو (قرآن مجید)

(۳) چھپے اور کھلے ہر قسم کی بری باتوں سے احتراز کرو (قرآن مجید)

(۴) فضول خرچی کرنا عیسائی شیطان کے بھائی ہیں (قرآن مجید)

(۵) طہارت اور صفائی کیسا تھ رہا کہ وہ خدا کو محبوب (قرآن مجید)

(۶) خدا کی یاد کرو کیونکہ اسی یاد سے دلوں کو سکون ہوتا ہے (قرآن مجید)

(۷) عمل صالح کر لیا وہ جنت میں ضرور داخل ہو گا

عام ازیں کہ وہ مرد ہو یا عورت اور اپنی ہرگز ہرگز ظلم

نہ کیا جائے گا۔ (قرآن مجید)

(۸) قسم کھانا جھوٹے کی علامت ہے (حدیث)

(۹) فرصت کو ضائع کرنا بلا لکت ہے (حضرت تفسی)

(۱۰) سب سے بہتر کام یہ ہے کہ لوگوں کو کھانا کھلایا جائے اور جب

کوئی مسلمان سے خواہ وہ شامالی ہو نہ کو کھانا لیا جائے (حدیث)

ظلم نہ کرو ظالموں کو خدا دوست نہیں رکھتا ہے (قرآن مجید)

(۱۱) کرم و رحم سے زیادہ نرم ہے (حضرت علی مرتضیٰ)

(۱۲) غمگین اور غمگین کی اعانت اور مصیبت زدہ کو مصیبت

چھٹکارا دلانا یہ گناہوں کا گارہ ہے (حضرت علی مرتضیٰ)

(۱۳) سخاوت کرو خراج نہ ہو۔ اوسط سے خرچ کرو بالکل فقیر

نہ ہو۔ (حضرت علی مرتضیٰ)

(۱۴) بیوہ اور یتیم کی خبر گیری کرنا عیسائی کی مثال ایسے ہی

ہے جیسے نمازی۔ نبی سبیل اللہ (حدیث)

شہید عظیم

اے شہید کربلا اے راحت جان نبی،
 اے سراپا جوش حق اے پیکر عزم و ثبات
 تیرے پائے استقامت میں جنبش نہ تھی
 تو نے کب باطل کے آگے سر کیا تھا اپنا گم
 خشک نمونوں نے تیرے دریا پہاڑ صبر کے
 کر بل کی ریت فردوس حقیقت بن گئی،
 تیری خود داری نے کھولا دہریں راز حیات
 کر بل کی خاک گویا بن گئی تفسیر عشق
 موت کی دھمکی ڈر سکتی ہے مسلم کو کہیں
 تیرے افسانہ میں مضمر عظمت تھی کاراز
 خارج ملک جفا اے کامگار وارجمند
 ہاں کہ اللہ دولت دنیا کو تو سمجھا حقیر

نور چشم فاطمہ اے جو تیرے بیچ غسل
 اے اساس زندگی اے مرکز نظم حیات
 لاش تڑپا کی اگرچہ اکبر زخیر کی
 اصغر کلر و کے ننھے سے جناح کی قسم
 حق پرستی نے تری ویراں کئے نجات کدے
 آتش نور تیرے خوں کی اک اک حادہ تھی
 دین کا تودہ تیری نظروں میں تھی موج فراز
 ایک اک ذرہ پہ تو نے کھینچ دی تصویر عشق
 تو نے بتلایا کہ حق باطل سے دب سکتا نہیں
 اک زمانہ ہے کہ تیری ذات پر کرتا ہوا راز
 تو نے سطح زندگی کو کروایا کتنا بلند
 سچ تو یہ ہے تیرا منت کش ہے انسانی ضمیر

تیرا افسانہ سکوں قلب پریشاں کیلئے

شیعہ افسانہ

رکھٹو سے ایک ہفت روزہ اخبار ”سرکار“ ۱۰ م سے نکلتا ہے یہ اخبار ہندوؤں کا ہے اور سن اتفاق سے اس کے ایڈیٹر بھی ایس بی سرپتھو پنڈت ہی ہیں۔ اس اخبار نے اپنی اشاعت مجریہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۷ء میں بعنوان ”مسلمان قوم برادر کیج“ صفحہ اول پر حسب ذیل مقالہ سپر قلم کیا ہے جو انجم سے نقل کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

لکھنؤ بھڑکایا، پوش بلقہ سیاہ حاشیوں سے اپنے سیدالشہداء کی موت میں سوگواری نظر آتا ہے۔ ان کا ہر ایک عالم اپنی کاغذی بیانات اور اپنی منقولات پارہ سے اس بات کے ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں عزاداری اور تعزیر داری ہمارا ایمان ہے اور اس کے منکر دشمنان اہلبیت۔

مقام انوس ہے کشتیہ پارٹی یہ مظاہرہ کس کو دکھاتی ہے جبکہ یزید اور اس کے خاندان کا دنیا میں ایک آدمی بھی نہیں اس پارٹی نے اس قسم کے مظاہرے سے اسلام کے دو ٹوٹے کر دیئے۔

یہ شیعہ پارٹی کے لئے سبق آموز بات ہے کہ اس نے اپنے مظاہرے سے تفریق پیدا کر لی۔ رحلت رسول کے بعد جبکہ بنی ہاشم اور جلیل القدر اصحابی اس وقت موجود تھے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جیت کر لیٹے لیکن ایسا نہ ہوا۔ اس میں سوال اور تھا کہ یہ مذہب خدا کا ہے یا حضرت محمد کا۔ اگر جیت کی جاتی تو جو کچھ تھوڑی بہت جماعت سے وہ بھی مزدہر سلیمہ نذا بس کی طرف چلی جائے گی۔ خیال یہ کیا جائیگا کہ ہم جیاد کریں اپنا مال اسلام پر لگائیں اور خاندان نبوت کی حکومت ہم پر رہے گی۔ ہم کو فائدہ ہی کیا اس کشمکش سے بعض لوگوں میں بے صبری پیدا ہو چکی تھی کہ کوئی بھی جلدی سے خلیفہ ہو جائے اور مسلمانوں میں تنظیم میں ہو جائے چنانچہ بنی مہنفہ میں لوگ اسی خیال سے کہ آخر کار کیا ہو۔ جمع ہو گئے۔ فخر کائنات کے یہی دو ذریعے تھے یعنی حضرت علیؑ اور حضرت ابوبکرؓ۔ سیاست کا تقاضا یہی تھا کہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ منتخب ہوتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت علیؑ نے ایشارے کام لیا اور خاموشی اختیار کی ایسا ہی حضرت امام حسنؑ نے بھی کیا۔ اسی سلسلہ میں امام حسینؑ کا یہ واقعہ ہوا۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت ہی سے اسلام کا وجود باقی رہا ورنہ اسلام نہ ہوتا۔ خیر جو ہوا وہ اب تبدیل نہیں ہو سکتا اب تو اے مسلمان ایک ہو جاتے اب تو یزید کا وجود بھی نہیں سب مسلمان ہی مسلمان ہیں لیکن بخلاف اس کے تعزیر داری کا مظاہرہ سنی جماعت کو دکھایا جا رہا ہے اور وہ سنی طبقہ کو یزیدی طبقہ مقرر کرتے اور اس سے عداوت قلبی رکھتے ہیں روشنی کے زمانہ میں ایام جہالت کی باتوں کا رواج کیسی نامعقول حرکات ہیں۔

شیبہ فی میں سوائے تحریک دہری کے غلاموں کے کسی عمل نہیں ہوا۔ غلاموں نے اپنی کھٹکریاں
 دہری زمین کے چھریوں کے ساتھ ٹاویاں کاٹ کر موجودہ زمین سے بھرت پھینکی ہیں۔ اس پر اہل پستی
 لوگوں نے خاموشی سے دیکھا۔ تاہم اور پچاس نئے پتھر کے پچھے پوری طرح سے پڑ گئے ہیں۔

یہاں پر تحریک دہری کے غلاموں میں جو ہے اور سینہ زدہ میں صالحہ خواتین و بچے کا رونا آج تک نہ سنا گیا۔



حساب و وصال

ابن اصحاب کی میعاد خدیاری کے نمبر ذیل میں درج ہیں ان کی مدت خریداری
 اس میں چھپے پر ختم ہو گئی ہے۔ ایسے حضرات بڑا کرم آئندہ کیلئے اپنا چندہ بذریعہ نئی آرڈر ارسال فرمائیں اگر خدا نخواستہ
 کوئی بھاری کی وجہ سے آئندہ خریداری کا آزدہ ہوتا ہے تو بذریعہ کڈ و فٹر شمس الاسلام کو مطلع فرمادیں۔ خاموشی
 کی صورت میں ماہ جون کا پرچہ بذریعہ وی پی او سال خدمت ہو گا۔ فقط نیاز مند۔ غلام حسین بیخبر

۸۸۸	جناب آزاد بوٹ ماؤس اگرہ	۵۷۹	جناب کبوتری صاحب انجن زنام جوڑہ
۹۱۱	مولوی عطاء محمد صاحب قریشی دہلی	۶۰۰	مولوی محمد خراج الدین صاحب سکڑ
۱۱۳۷	خان فیروز خان صاحب سداکبہ	۱۳۹	مولوی چراغ الدین صاحب چک ۳۳ بھرتھ
۱۱۳۸	حافظ عبداللہ صاحب پچانی	۹۵۵	مولوی محمد امین صاحب کانپور
۹۱۹	قاضی غلام سبحانی صاحب نظیر ساگری	۹۰۹	منشی غلام حسین صاحب پوری تلہ گنگ

حزب الانصار کا تبلیغی کارنامہ

۱۹۳۷ء کا تبلیغی وفد کے سالانہ دورہ کا آغاز سرکردگی امیر حزب الانصار مولانا ۱۲ اپریل ۱۹۳۷ء کو نکلا۔ یہاں تک
 جوہر سرکاری مقامات پر نشانہ ڈال تبلیغی جیسے حزب الانصار کی سرپرستی میں منعقد ہوئے۔ امیر حزب الانصار اور اہل ان کے
 مفتاح مولوی حبیب اللہ صاحب افسر سری مولوی حبیب شاہ صاحب خوشنابی کی اصلاحی علمی تبلیغی تقاریر و بیانات
 کی وجہ سے انگریز بیاداری پیداکر دی کم و بیش سلاطین اور افسانوں نے پیغام حق سننا خلیفہ شاہ پوری میں چک رہا
 مولانا حبیب اللہ صاحب مولانا حبیب اللہ صاحب مولانا حبیب اللہ صاحب مولانا حبیب اللہ صاحب مولانا حبیب اللہ صاحب
 مولانا حبیب اللہ صاحب مولانا حبیب اللہ صاحب مولانا حبیب اللہ صاحب مولانا حبیب اللہ صاحب مولانا حبیب اللہ صاحب

خواجہ حسن نظامی کا مکتب

(از میرزا مولوی محمد اکرم صاحب دھنلوی)

خواجہ حسن نظامی ہر چند اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت ظاہر کرتے ہیں۔ اور اہل سنت والجماعت کے ایک بڑے گروہ کے پیرومرشد بنے ہوئے ہیں مگر ان کی کتاب طمانچہ ہزار پرزید نے اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا کہ ان کا یہ دعوئے بالکل غلط ہے۔ ذیل میں ہم اس کتاب سے چند اقتباسات مصداقی التماس کے درج کرتے ہیں جس سے بالانصاف ناظرین اس معاملہ میں خود فیصلہ فرما سکتے ہیں۔

قولہ صفحہ ۱۱۱۔ یہ کتاب ایک ناول اور فقہ ہے۔ یہ کوئی تاریخی کتاب نہیں ہے بلکہ محض فرضی فقہ ہے اس میں جن لوگوں کے حالات لکھے گئے ہیں وہ سب کے سب اسلامی تاریخ کے دور اول میں مشہور آفاق رہ چکے ہیں۔

اقول۔ اسلامی تاریخ کے دور اول کے یہ مشہور آفاق لوگ جن کا ذکر اس کتاب کا موضوع ہے ان کا صحیح فقہ لکھنا اور سننا سنا بھی اہل سنت والجماعت کے نزدیک مصلحت دینی کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس سے بعض صحابہ مثلاً امیر معاویہؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، عمرو بن العاصؓ کے خلاف دلوں میں بغض پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے اس قسم کے قصے چھپڑنا روافض کا شکار ہے۔ نہ کہ اہل سنت کا چنانچہ اہل سنت کی مشہور و مقبول کتب مثل مجالس الامرار احیاء العلوم، غینۃ الطالبین، صواعق محرقہ، منہاج السنۃ وغیرہ اس پر شاہد ہیں۔ جبہ جائیکہ ان کے تعلق بالکل فرضی اور طبعی اور قسے تراشے جائیں جن سے محض یہ مقصود ہو کہ سننے والوں کے دلوں میں ان کے خلاف بغض و عناد پیدا ہو۔ جیسے کہ خواجہ صاحب نے کیا ہے۔ یہ تو قطعاً روافض کا کام ہے اور اس سے خواجہ صاحب کے رافضی ہونے میں کچھ بھی شبہ نہیں رہتا۔

قولہ صفحہ ۱۱۳، جو لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ ایسی کتاب لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان کو پہلے قدرت سے سوال کرنا چاہئے کہ زید ابن زیادؓ اور غیرہ لوگوں کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی

اقول کیا اس کا مطلب یہی ہے کہ جس طرح زید و ثمر اور سگ و خوک وغیرہ ناپاک ہستیوں کو پیدا کرنا حق تعالیٰ کی ان باریک حکمتوں پر مبنی ہے جن کا ادراک انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اسی طرح ہماری یہ الیف کا راز بھنجانا بھی بشری طاقت سے بالاتر ہے۔ اگر یہ مطلب نہیں۔ تو پھر یہاں اپنے فعل کو قدرت کے فعل سے متقابل کرنے اور مقررین سے الزام یہ سوال کر نیکی کیا معنی ہونگے؟ اور اگر یہی مطلب ہے۔ تو پھر ظاہر ہے۔ کہ ان الفاظ کا

قابل صرف فض و تشیح سے متہم نہیں۔ بلکہ اس کے عقائد سے اتحاد و زندہ کی بھی بو آتی ہے۔

قولہ صفحہ ۳۳۔۔۔ جب کوئی شخص مرد و شداد۔ فرعون ہا مان کے بارے میں یہ نہیں پوچھتا۔ کہ وہ لوگ کیوں پیدا ہوئے۔ اور جب فرعون مرد و ہا مان کے برے کاموں کا تذکرہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا۔ تو کسی نے اس کی وجہ دریافت نہ کی۔ تو مجھ سے یہ کیوں پوچھا جاتا ہے کہ میں نے یزید اور شمر اور ابن زیاد کے متعلق یہ قصہ کیوں لکھا؟

اقول۔۔۔ اس بیان میں پہلے درجہ کے دجل و فریب سے کام لیا گیا ہے۔ اپنے فعل کو حق تعالیٰ کے فعل برقیاس کیا گیا ہے۔ حالانکہ کہاں حق تعالیٰ اور کہاں حسن نظامی۔ کہاں اس تسبیح صفات کمال کے افعال اور کہاں اس بشر ناتواں کے اعمال۔ حق تعالیٰ فرعون و مردود کو پیدا کرتا ہے تو یقیناً اس کا یہ فعل بہترین مکتوں پر مبنی ہے جس سے دنیا کا کوئی فرقہ بشرطیکہ وہ خدا کا قائل ہو سکتا نہیں۔ نہ وہ اس کے متعلق متعنوانہ سوال کریگا۔ مگر حسن نظامی کے ہر فعل میں خود غرضی۔ طمع۔ زر۔ کسب دولت۔ فتنہ پسندی۔ تعصب۔ سو۔ عقائد کا احتمال ہے۔ اس لئے کبھی اس پر صحیح العقیدہ لوگ معترض ہونگے کبھی شائستہ و مہذب لوگ اس کے فعل کو نظر حقارت سے دیکھیں گے اور کبھی گورنمنٹ اس پر مواخذہ کرے گی۔ اور اس کی کتاب کو ضبط کر لگیں۔ اسی لئے سورہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **لَا تَبْسُلُ إِلَّا بِفَعْلٍ وَهُمْ يَسْتَلُونِ** یعنی حق تعالیٰ کے افعال پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ بندوں کے افعال پر اعتراض ہو سکتا ہے (یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ حق تعالیٰ کے مردود و فرعون پیدا کرنے کی وجہ کوئی نہیں پوچھ سکتا ہاں حسن نظامی کے کتاب طمانچہ برضا و یزید لکھنے کی وجہ پوچھنے کا حق ہر شخص رکھتا ہے۔ کیا حسن نظامی صاحب نے قرآن مجید نہیں پڑھا اگر پڑھا ہے تو کیا دانستہ اس آیت جسے چشم پوشی کر لی۔ اور اپنے فعل کو حق کے فعل پر قیاس کرنے لگے۔ یہ صریحاً محدود اور زندہ کیوں کا کام ہے۔ جو اپنے آپ کو خدا کہتے ہیں۔ اور اپنے افعال کو میں افعال حق بتایا کرتے ہیں۔

اس بیان میں ایک فریب یہ ہے کہ اس کتاب میں جو یزید و ابن زیاد وغیرہ پر فرضی قصے لکھے ہیں۔ ان کو فرعون و مردود کے ان سچے قصوں سے تشبیہ دی ہے جو قرآن مجید میں نازل ہوئے ہیں حالانکہ ان میں اور ان میں کچھ بھی نسبت نہیں۔ قرآن مجید میں فرعون و مردود کے سچے اور تاریخی قصے نازل ہوئے ہیں جن سے بندوں کو عبرت دلانا مقصود ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ جابجا فرماتا ہے۔ **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَلْبَابِ** مگر حسن نظامی کی مذکورہ کتاب سے ہرگز عبرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس میں فرضی جھوٹے اور خود تراشیدہ قصے ہیں۔ واقعات نہیں ہیں۔ عبرت واقعات سے حاصل ہوتی ہے۔ ہاں لوگوں کو صحابہ سے بدگمان کرنا اور خود شیعی خیالات کے لوگوں سے روپیہ کیلنا مقصود ہے۔ اور یہ ردائے کاشیوہ ہے نہ کہ اہل سنت کا۔

قولہ ۳، دوسرا مشبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ یزید اور شمر اور ابن زیاد کے جہدِ رفاہی حالات اس کتاب میں مذکور ہیں۔ ان کی اصلیت بھی ہے یا نہیں۔ اگر اصلیت نہیں ہے تو فرضی واقعات لکھنے کی کیا ضرورت تھی اس مشبہ کا جواب یہ ہے کہ جن افراد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو بھوکا پیاسا رکھ کر بے گناہ ذبح کر ڈالا اور غیرہ وغیرہ، تو کیا ایسے لوگ اور انکے گھروالے پاکیزہ ہو سکتے ہیں؟

اقول شاید خواجہ صاحب کا یہ خیال ہے کہ افترا و بہتان لگانا صرف پاکیزہ لوگوں کے خلاف ہی ممنوع ہے۔ یزید، پلید، ابن زیاد، نہاد، اور شمر سراپائے شر جیسے لوگوں کے حق میں جس قدر بھی افترا پر داری کی جائے اور جھوٹی تہمتیں تراشی جائیں وہ ان کی بد اعمالی کی وجہ سے جائز ہیں۔ اگر خواجہ صاحب کا یہی خیال ہے۔ تو یہ ان کی کمالِ جاہالت ہے۔ اور علومِ دین سے بے بہرہ ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ غیبت و چغلی اور افترا و بہتان فاسق تو فاسق رہا نکار کے خلاف بھی جائز نہیں۔ بلی چڑھے۔ اور چڑیا طوطے کے قصے وضع کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ ان میں کسی پر افترا نہیں۔ اور ایسے فرضی اشخاص کے قصے بھی کسی مصلحت سے تصنیف کرنا ممنوع نہیں۔ جن کا تاریخ میں وجود نہ ہو۔ مگر یہ لوگ یزید و ابن زیاد وغیرہ تو تاریخِ اسلام کے مشہور و مسلم اشخاص ہیں جو کبھی دنیا میں زندہ و موجود تھے۔ اور ان کی جان و مال اور عزت حکومتِ اسلام میں مضمون و مامون تھی۔ اور ناحق ان کو قتل کرنا یا انکا مال غصب کرنا یا انکی ہتک حرمت کرنا جائز نہ تھا۔ اگر خواجہ حسن نظامی ان کے عہز نہ ہوتے تو کیا ان کیلئے ان لوگوں کی غیبت کرنا اور ان پر افترا و بہتان باندھنا جائز ہوتا ہرگز نہیں۔ اگر ان لوگوں کی خانگی زندگی اس سے بھی زیادہ ناپاک اور گندی ہوتی جو حسن نظامی نے ان فرضی قصوں میں دکھائی ہے تو بھی انکے حق میں افترا کرنا جائز نہ تھا۔ غرض یہ قصے کسی طرح افترا و بہتان کے مصداق ہونیسے بچ نہیں سکے۔ اور ان کا لکھنے والا عامی و مغتری کہلانے سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ان قصوں میں یزید وغیرہ کا زنا کاریوں کا ذکر ہے۔ اور قصہ نگار نے ان جرائم سے بھی زیادہ سنگین جرم کیا ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ الغیبتۃ اشد من الزنا کس قدر شرم کی بات ہے کہ قیامت کے روز ایک طرف یزید اور ابن زیاد وغیرہ قتلِ امام کے بدترین جرم میں ناخوذ ہو گئے۔ تو دوسری طرف حسن نظامی کو ان مجرموں کا مجرم بننا پڑ گیا۔

قولہ صفحہ ۱۲۰۔ یہ لکھنا ضروری ہے کہ میں پکا سنی ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ مجھ کو شیعہ مذہب کے کسی اصول سے اتفاق نہیں ہے اور اہل سنت کے تمام اصول کو برحق مانتا ہوں۔

اقول۔ محض فریب اور مغالطہ ہے۔ اگر خواجہ صاحب اہل سنت کے تمام اصول کو حق مانتے تو اس اصول کو بھی مانتے اور اس پر عمل کرتے کہ وفکف عن ذکر الصیابة الا بخیر یعنی ہم کو صحابہ کے ذکر اصول کو بھی مانتے اور اس پر عمل کرتے کہ وفکف عن ذکر الصیابة (عقائد نسفی) حالانکہ اس کتاب

ہیں جا بجا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر شدید طعن کئے ہیں۔ جو روافض کی عادت ہے۔

قولہ صفحہ ۴۴-۴۵-۴۶۔ یہ کہہ کر معاویہ سے حکم دیا۔ کہ سعید کے دونوں بھائیوں اور بیوی بچوں کو کپڑا لاؤ۔۔۔۔۔ بچوں پر کڑے پڑنے لگے۔ سعید کی چھوٹی لڑکی کو کڑوں کی تاب نہ لا سکی اور اس نے بے اختیار رونا اور ماں باپ کو پکارنا شروع کیا۔۔۔۔۔ سعید کی بیوی حنیئہ اور کہا لخت ہو تجھ پر اسے معاویہ۔۔۔۔۔ معاویہ نے حکم دیا اس عورت کی زبان کاٹ دیے سننے ہی فوراً ایک شخص نے آگے بڑھ کر سعید کی بیوی کے منہ میں ہاتھ ڈالا اور اس کی زبان کپڑ کر باہر نکالی اور اسکو خنجر سے کاٹ دیا۔ وہ بچاری مرغ بسمل کی طرح فرش پر لٹنے لگی۔۔۔۔۔ غلاموں نے معاویہ کا اشارہ پاتے ہی سعید کے بھائیوں اور زخمی بیوی اور معصوم بچوں کو وہیں دریا میں بکریوں کی طرح پھینکا کر ذبح کر ڈالا۔

اقول مولف نے دیا ہے میں ان قصوں کے فرضی ہونے کا خود اقرار کیا ہے پس ایک صحابی قرابت دار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تب دجی کے تئیں ایسے جھوٹے قصے تراشنا روافض کا فصل ہے۔ نہ کہ سنی کا۔ پس مولف کا دعویٰ سنیت ناقابل اعتماد ہے۔

قولہ صفحہ ۵۵ مسلمانوں کے خلیفہ امیر معاویہ جو پیغمبر اسلام کے قریبی رشتہ دار ہیں کیسے سفاک ہیں!

اقول اس قسم کے کلمات مولف کے باطن رافضی ہونے پر دلالت ہیں۔

قولہ صفحہ ۶۰ فرحہ (۱) کہا ایک یہ کیا انہوں نے لینے امیر معاویہ نے، دین میں مثبت اربعیتیں جاری کر دی ہیں پہلے جبکہ میں خطبہ نماز کے بعد پڑھا تھا۔ اب وہ نماز سے پہلے خطبہ پڑھتے ہیں۔ الخ

اقول یہ گستاخانہ بیان یا تو مولف کی جہالت و سبیل پر مبنی ہے۔ یا اس نے دانتہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر انفر کیا ہے۔ حالانکہ کتب فقہ کا مشفقہ فتوے ہے کہ یخطب قبل الصلوٰۃ لکما وردت

بہ السنۃ۔ یعنی امام نماز سے پہلے خطبہ پڑھے جیسے احادیث میں آیا ہے۔ اور صحیح مسلم ہی مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من اغتسل ثم اتى الجمعة فصلى ما قدر له ثم انصبت حتى انصرف من خطبته ثم صلى مع غفصا له ما بينہ وبين الجمعة الاخری الخ۔ یعنی جو شخص غسل کر کے جمعہ میں آئے پھر غسل پڑھے جو اس کی قسمت میں ہیں پھر خاموش ہے یہاں تک کہ امام اپنے خطبہ سے فارغ ہو جائے۔ پھر اس کے ساتھ نماز جمعہ پڑھے تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک کے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ الخ

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ نماز پر خطبہ کی تقدیم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بدعت نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ فقط

بشارت اسمہ احمد

(راز مولوی حبیب اللہ صاحب مرقسری مبلغ حزب اللہ نصیبیہ)

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید پارہ ۲۸۔ سورۃ صاف کے رکوع اول میں فرمایا ہے: "واذ قال عیسیٰ ابن مریم یٰ بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورات وبعثنا ابوسول یاتی من بعدی اسمہ احن فلما جاءهم بالبیت قالوا هذا سحر مبین۔ (توجہ) اور جس وقت حضرت عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا رسول ہوں اور سچا ماننے والا ہوں واسطے اس کے جو میرے آگے توریت شریف سے ہے اور میں خوشخبری دینے والا ہوں۔ ایک رسول کی جو میرے بعد تشریف لائے گا جن کا اسم مبارک (نام صفاتی) احمد ہوگا پس جب وہ احمد رسول کھلے کھلے دلائل کے ساتھ تشریف لایا تو منکروں اور مخالفوں نے کہا یہ تو جادو ہے ظاہر

نوٹ ۱۔ فرقہ مرزائیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اس بشارت کو اپنے اوپر چپ پال کیا ہے دیکھو مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اولیام حصہ دوم صفحہ ۶۷۳ اور کتاب اعجاز المسیح صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵۔

نوٹ ۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد رجاعت قادیانی کے خلیفہ ثانی نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ جس رسول احمد نام والے کی بشارت دی گئی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتے ہیں (انوار خلافت ص ۷ و ص ۲۳)

اور اپنی تقریروں اور تحریروں میں کہا ہے کہ یہ بشارت مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے ہے دیکھو کتاب انوار خلافت صفحہ ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶۔ کتاب العقول الفصل صفحہ ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱۔ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۱۶ صفحہ ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹۔

نوٹ نمبر ۳۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے اس جگہ تین باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اول اپنے دعوئے رسالت ریختہ کی اعلان و کلمہ اپنے سے پہلے نازل شدہ کتاب توریت کی تصدیق۔ سو گیم اپنے بعد ایک رسول احمد نام والے کے لئے بشارت۔

نوٹ نمبر ۴۔ حضرت عیسیٰ نبی اللہ نے اپنے بعد ایک رسول احمد نام والے کی بشارت دی ہے نہ کہ دو رسولوں کی یعنی حضرت مسیح کلمۃ اللہ نے یہ نہیں فرمایا میں بشارت دینے والا ہوں دو رسولوں کی جو میرے بعد آئیں گے ایک نام احمد اور دوسرے کا نام غلام احمد ہوگا۔

احادیث رسول ربانی

- قرآن مجید میں حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسامہ مبارک محمد اور احمد آئے ہیں۔
- ۱، وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔
- ۲، ما كان محمد ابا احد من رجالكم۔
- ۳، والذين امنوا وعملوا الصالحات وامنوا بما نزل على محمد۔
- ۴، محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار۔
- ۵، ومبشر ابر رسول ياتي من بعدى اسمه احمد۔
- اب احادیث صحیحہ نبویہ سے ذیل میں دو حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۔ صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۱۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۱۔ سنن ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۔ سند احمد شریف جلد ۲ صفحہ ۵۴۔ کشف المنظار ترجمہ مؤطا امام مالک جلد ۲ صفحہ ۶۲۔ مصنف دمشقی شرح مؤطا جلد ۲ صفحہ ۲۲۴۔ مشکوٰۃ شریف مترجم انوار اسلام پریس امرتسر جلد ۲ صفحہ ۲۳۹۔ مرقاة جلد ۵ صفحہ ۳۴۴۔ اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۵۰۶۔ مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۶۰۰۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۔ دلائل النبوة جلد اول صفحہ ۱۲۔ خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۰۰۔ فتح الباری پارہ ۲ صفحہ ۳۱۴۔ عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۵۰۵۔ ارشاد الہامی جلد ۶ صفحہ ۲ پر ہے۔

حضرت جابر بن مطعم سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں حاجی ہوں اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹاتا ہے۔ میں حاشر ہوں اللہ اکٹھا کرے گا لوگوں کو میرے قدموں پر۔ اور میں عاقب ہوں حضرت امام زہریؒ نے فرمایا کہ عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ پیدا ہو۔ نوٹ۔ اسم مبارک محمد کے معنی ہیں۔ "بہت تعریف کیا گیا" اور اسم مبارک احمد کے معنی ہیں۔ "بہت حمد و ثناء" ان اسم مبارک کی تفصیل اور معنوں کے متعلق دیکھو کتاب مرقاة المفاتیح جلد ۵ صفحہ ۲۴۴۔ کتاب زاد المعاد جلد اول صفحہ ۲۳۴۔

حدیث نمبر ۲۔ سند احمد شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲۴۔ سند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۶۲۔ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۱۱۔ خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۵۰۵ و ۲۵ و ۳۶۔ مشکوٰۃ شریف مترجم جلد ۲ صفحہ ۲۲۴۔ مرقاة جلد ۵ صفحہ ۳۶۶۔ اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۲۹۹۔ مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۹۳۔ تفسیر ابن جریر جلد ۱ صفحہ ۴۱۴۔

تھے تو جناب کی پوزیشن صاف نہیں رہ سکتی کیونکہ الہی بناوٹ اور تصنیع کوئی دھمکتا اور مہذب آدمی اپنے اوپر لیا پسند نہیں کرتا تو جو شخص مدعی نبوت ہو وہ کیسے اس قسم کے ناجائز فقرات کو وحی الہی اور کاشف بقا بلا ناجیل اربعہ قرار دے سکتا ہے۔ اور افترا پردازی یا جھوٹ بولنے کا الزام ایسے مدعی سے کیسے اٹھ سکتا ہے۔

دوسرے یہ کہ صوفیائے کرام میں سے کوئی ایک بھی تسلیم کرے کہ تیار نہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے ہمارے بزرگ خدا بن گئے تھے یا بروزی اور عکسی طور پر نبی اور خدائی اوتار ثابت ہوئے تھے۔ گو ان کے کلمات روایات میں شامل ہیں جو بعد میں مریدوں نے رطب و یابس جمع کر کے پیش کئے ہیں مگر تاہم آج تک کسی صوفی کا مذہب نہیں کہ لا فترت بین احد من مرسلہ میں ان کے مشائخ بھی داخل تھے۔ بلکہ یہاں تک ان فقرات کو اعتقاد ہی طور پر نظر انداز کر دیا ہے کہ انکو بجلئے وحی الہی اور کاشفات کے شطیحات میں دخل کر کے بالکل نسیم انسانیا کر دیا ہے۔ اور جناب مجدد الف ثانی سرسندی رحمۃ اللہ نے تو اپنی کتاب در المعترفہ میں ایسے اقوال کے متعلق صاف لکھ دیا ہے کہ ایسے کلمات اسلام میں فتنہ ہیں ان کے منہ سے بیاختہ نکلے تھے جبکہ وہ ابھی اپنے منازل فقر طے کر رہے تھے اور جب تکمیل کر چکے تو اس قسم کے کلمات بعد میں کبھی صدادہ نہیں ہوئے۔

مگر یہاں کیا ہے۔ مرنے سے پہلے چند روز اخبار عام لاہور میں اعلان کیا جاتا ہے کہ خدا کے فضل سے ہم نبی اور رسول ہیں اور لاہوری یہاں پر غور و پیش کرتے ہیں کہ مسیح تو ادیانی کے یہ اپنے دھڑلے لفظ نہ تھے لیکن اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تم نے اس وقت اس غلط فہمی کا انسداد کیوں نہ کیا؟ بلکہ اس وقت تم ہی رمضان تھے۔ جناب مدعی نبوت بھی خوش ہوتے تھے۔ آج لگے باتیں بنانے۔ اگر تمہاری جماعت نے اس وقت سستی سے کام لیا تھا تو بعد میں ہی اس کا اظہار کر دیتے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ تمہاری ابتدائی تحریریں بار بار پکار رہی ہیں کہ مسیح تو ادیانی ہی تھا۔ خلیفہ محمود گدھی نشین ہوئے تو تم نے بھی اڑھائی ایڑٹ کی مسجد الگ بنا ڈالی۔ کیا یہی اسلام ہے جس کے کہ تم مدعی ہو اور یہی قدرت سمیت ہے جس پر تم کو ناز ہے۔ مسیح کہتے یہ مخالفہ اور دھوکہ نہیں تو اؤ کر کیا ہے؟

رہبر زانی، لاہوری مسیح تو ادیانی کو صرف مجدد ماننے میں تو پھر انکو اسلام سے کیوں خارج کیا جا رہا ہے؟
مسلمان، مگر لفظ متحدہ کی تشریح پوچھئے تو شان رسالت اور کمال نبوت یا حالات مہدویت تمام کے تمام اس میں مضمر کر کے پیش کئے جاتے ہیں۔ ایک بھولا بھالا مسلمان جب امیر جماعت کے ماتر پر بیعت کر کے جزیہ قبول کر لیتا ہے تو آہستہ آہستہ اسے تحریراً و تقریراً یہ کھلایا جاتا ہے کہ اگر سے تم مجھے بھی ہو ہمارے مجدد کیسے تھے؟ اؤ ہم بتائیں حضور علیہ السلام بھی تو مجدد اعظم ہی تھے۔ ہر ایک نبی پہلے دین کیلئے مجدد ہوتا ہے۔ یعنی جو غلطی یا تعلیم الہی میں پیدا ہو جاتی ہیں ان کے رفع کرنے کے لئے مبعوث ہوتا ہے۔ اسی رنگ میں مرزا صاحب بھی

مجدد تھے۔ اسلام میں حضور علیہ السلام کے بعد کوئی ایک غلطیاں پڑ گئی تھیں تو ان کے رفع کرنے کو یہ مجدد پیدا ہو گئے پہلے مجدد دین مبین چالیس تک ہو گئے۔ وہ سب کے سب اپنے اپنے زمانہ میں جزوی طور پر اصلاح کرتے رہے ہیں۔ لیکن جو غلط فہمیاں عہد صحابہ سے آج تک چلی آئی ہیں اور جن کی طرف کسی کو توجہ نہیں ہوئی وہ مجدد قادیانی کے حصہ میں آئی ہیں اور ان کے رفع کر کے خدا نے ان کو ہی مخصوص کر دیا ہے۔ وہ غلطیاں کیا تھیں؟ یہ وہ غلطیاں ہیں جو اسلام میں عہد رسالت کے بعد فوراً پیدا ہو گئی تھیں اس لئے پیارا زمانہ عہد صحابہ سے لیکر آج تک فحیح انحطاط کا نشانہ ہوا جس میں اسلام آہستہ آہستہ دنیا سے رفع ہو کر توحید تک آسمان پر چلا گیا تھا جس کو سب جہل فارسی مسیح قادیانی دوبارہ زمین پر لایا اور خدا نے تعالیٰ نے چونکہ اس مجدد کو ایک خاص دیوٹی لینے فتنہ مسیح دجال کے رفع کرنے میں مخصوص کیا تھا اس لئے اس کا مرتبہ باقی تمام مجددوں سے بڑھ کر یہاں تک پہنچ گیا کہ

(اول) پہلے مہدی زبان بنا اور جب یہ کشف ہوا کہ یہ وہ مہدی ہے جو مسیح بھی ہو گا تو مشیل مسیح بن گیا۔ کیونکہ اس زمانہ کے مہدی کے متعلق احادیث میں مذکور ہوا ہے کہ وہ مہدی ہی مسیح ہو گا۔

(دوئم) چونکہ مسیح کو نبی کہا گیا ہے اس لئے اس مجد کو خدا نے تعالیٰ نے اپنے الہامات میں تعریف کرتے ہوئے اغراضی طور پر بھی محمد یا احمد کے پکارا کہ نبی ابن مریم اور کبھی خود مریم اور کبھی حجرا سو کا بروز بتانا اور کبھی جے سنگھ بہادر یا کرشن جی بہاراج بنا کر ذکر کیا۔

(سوم) جب یہ مراتب طے ہو گئے تو نبوت محمدیہ نے بروز کر کے مسیح قادیانی کو ظیل محمد لینے حضور علیہ السلام کا دوسرا ظہور قرار دے دیا اور ایسا متحد کیا کہ محمد اور غلام احمد میں کچھ فرق ہی نہ رہا۔ کیونکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آخر الزمان مہدی کا نام محمد ہی ہو گا اور اخلاقی بھی وہی ہو گئے جو حضور علیہ السلام میں تھے صورت و تئیں جو پیغمبر ہر دو راجہ سوار سے بینم

چہارم حضور علیہ السلام کے بعد کو انوسین کا دوبارہ آنا بند ہے مگر یہ کہ نبی نبی نہیں کہ حضور علیہ السلام امت محمدیہ کے آخری دور میں ایک ایسے شخص میں بروز کریں جو اسعاسنت میں جو ہو کر فنا ہو چکا ہو۔

پنجم، چالیس مہدوں کے آگے کی خبر کوئی نہیں مگر بہال مولوی صرف یہی مہدی سمجھتے رہے ہیں معلوم نہیں کہ ان میں سے کتنے ظاہر ہو چکے ہیں اور کتنے ظاہر ہوں گے مگر وہ مسیح جو مجدد و عظیم مشیل مسیح اور بروز مہدی یا اوتار کرشن قرار پایا ہے وہ صرف وہی دعویٰ نبوت بروز ہی ہے جو آج مجدد کے عنوان سے پیش کیا جا رہا ہے۔

ششم، مشیل اور بروزین یہ فرق ہے کہ مشیل میں کسی متبرک ہستی کی روحانیت ناقص طور پر پیدا ہوتی ہے اور بروز میں اصل اور نقل دونوں ایک نظر آنے لگتے ہیں۔

۱۰۔ مہدی کا زمانہ ماضی میں گذر چکا ہے کہ مسیح قادیانی محمد ثانی ہیں ان کا منکر کا فر ہے

کئی ہے نہجات آخری ہے محرم ہے کہ طریقت اہل اسلام کے سامنے وہ بھیانک ہی معلوم ہوتی ہے۔ اسلئے
 لاہوری مرزا نے مجدد کے عنوان سے قادیانی سچ کو پیش کر کے آخری عقائد منوائے ہیں جو قادیانی پیش کر رہے ہیں۔
 تو اب نتیجہ یہ نکلا کہ لاہوری مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم قادیانی نبوت کے منکر ہیں صاف دھوکہ ہوگا جو کسی سیکسٹ
 آدمی سے سرزد نہیں ہو سکتا۔

مرزائی، فردی اختلافات سے اگر لاہوری مرزائیوں کو اسلام سے خارج کیا جا رہے تو بھلا اسلام میں کون
 داخل رہے گا۔ کیونکہ وہابی، شیخی، دیوبندی، بریلوی، اور منکرین حدیث سب کے سب اسلئے اسلام میں داخل
 کچھ گئے ہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کے نام لیا ہوں ورنہ اگر ان کے بیرونی خیالات کو پیش نظر رکھا جائے تو ہر ایک
 دوسرے کا فرقدار دے رہا ہے۔ اس رد اداری کو یہاں تک وسعت دی گئی ہے کہ جو لوگ قرآن شریف کو حدیث
 سمجھتے ہیں اور اسکو قدسِ یحییٰ خیال نہیں کرتے وہ بھی اسلام میں داخل ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اہل
 اسلام مانتے ہیں کہ قرآن شریف کا نزول بذریعہ وحی جبریل علیہ السلام ہوا تھا جو خدا کا کلام بنا کر چلا جاتا تھا اور
 چند فلاسفر اہل اسلام کہتے ہیں کہ کوئی فرشتہ نہیں آتا تھا بلکہ جس طرح ہم کو غور کرنے سے کسی ایک باتیں معلوم ہو جاتی
 ہیں اسی طرح حضور علیہ السلام کا قلب مبارک جب خدا کی طرف متوجہ ہوتا تھا تو خدائی منشا کے مطابق قرآن ظاہر ہوتا
 چلا جاتا تھا یعنی الہام کے ذریعہ سے قرآن نازل ہوتا تھا فرشتہ کے ذریعہ سے نہیں ہوا۔

مسلمان، بیشک یہ سب جماعتیں آپس میں عموماً کہہ کر آ رہی ہیں متفق الاصول ثابت ہو گئیں اور ان کا باہمی اختلاف
 صرف وقتی اور مخصوص حالات کے بعد مدیم پڑ گیا لیکن یہ سچی اختلاف جب کبھی بھی اسلام میں رونما ہوا ہے تو جب تک کہ
 وہ جماعت مذہبی سمیت فنا نہیں ہو چکی اہل اسلام نے ان کا مذہبی تعاقب نہیں چھوڑا۔ تاریخ اسلام کے درجہ الشکریہ
 مدعیان مہدویت اور بروز کیشان نبوت و مسیحیت جب تک اسلام میں برسرِ پرچاں رہے ہیں اسلام میں فرقہ بندی کا
 بازار گرم رہا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کا اختلاف باقی تمام اختلافات سے ایک نئی قسم کی نوعیت رکھتا
 ہے اور وہ نوعیت صرف نبوت جدید اور مجدد و امتداد کا رنگ ہے اور جب تک اسلام کے روشن چہرہ سے یہ ہونا
 چھوڑ دیا نہیں ہوا مسلمانوں نے آڑھ نہیں کیا آپ دو رکھیں جاتے ہیں سید محمد جرنپوری کو یہ لیجئے وہ بھی مسیح منوالی
 کی طرح ہوا ہر ملکی کا مذہبی تھا اور صاف کہتا تھا کہ میری بستی درمیان سے اٹھ چکی ہے۔ یہ میرا وجود نہیں صرف
 میرا وجود ہے (و عجوز و راہ کبریٰ حالات سید محمد جرنپوری بحوالہ میاں مولوی عبدالحق مرحوم محدث دہلوی) اور
 یہ کہ نہ گویہ جو نبی نہیں کیا تھا کہ میں اسلام کے علیاں بھالنے آیا ہوں یا میں کہہ کہ اسلام کو ترمیم کے مجاہد و کھلانے
 کا وقت گناہم اہل اسلام نے اس کے دعویٰ کو اسے اٹھانے سے ٹھکر لگا رکھا اور ایسا نظر انداز کیا کہ آج اس
 کے پیروں کے پیچھے ہزاروں مسلمان ہیں۔

کا اوار پیش کیا تو لوگ دین اکبری میں داخل ہوں گے۔ یہاں تک کہ جہانگیر کے زمانہ تک اکبر سچے کا پڑا زور ہو گیا جس کے دھمکیے کیلئے خدا نے جناب محمد دافع ثانی رحمہ اللہ کو پیدا کیا جن کی سچی و کوشش سے دین اکبر خاک میں مل کر رہ گیا اور آج اس کا نام لیوا کوئی علمی نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد ایران میں جناب باب اور بہادار شاہ کا دعویٰ پیش ہوا جس کے ضمن میں باب مہدی وقت تھے اور حضرت بہادار موعود الکل بروز محمدی اور بیخ الزمان تھا اسی زمانہ میں شریعہ العین بروز فاطمہ الزہرا بنی ہوئی تھی ردیچو کا وہ حصہ دوم، اسی اثنا میں ایک حضرت قدس بروز علیؑ ایک اور صاحب بروز حسن و دوسرا شخص بروز حسین بن کمر تھا اور اپنا کتاب دیکھ کر حجب دنیا سے نصرت ہوئے تو بیخ قادری نے ان کے نقش قدم پر چل کر بروز محمدی اور موعود الکل ہو کر تقریباً چالیس دعاوی پیش کر دیئے ردیچو کا وہ حصہ دوم، تو ابھی وہ غنہ ایران میں قائم ہی تھا کہ جناب میں اسی رنگ ڈھنگ کا بروز دی اور محمدی و غنہ قائم ہو گیا۔ اب جس طرح اہل اسلام آج تک ایسے دعاوی کے لئے اسی طرح قادری نے دعاوی کے لئے ابھی وہ شب و روز بچھینی میں زندگی بسر کر رہے ہیں مگر امید ہے کہ جس طرح دوسرے فرتے اسلام کا نام لیکر اسلام کو ترمیم کرنے کیلئے قائم ہوئے تھے اور خود بخود ختم ہو گئے، علی بذالقیاس مرزا بھی فرقہ بھی مجددیت کے ضمن میں اسلام کو ترمیم کرنا ہوا خود ہی فنا ہو جائے گا کیونکہ اسلام کا محافظ خود خدا ہے اور حلیہ باز نبوت اسلام پر ڈاکہ مارنا چاہتے ہیں اور خدا نے تعالیٰ کو یہ کبھی منظور نہیں ہوا کہ ایسے مخالفین اسلام کو تلعذیر قائم رکھے۔

جس طرح ہر ایک مذہبی نبوت اور حلیہ ساز مجددیت کے مقابلہ پر اہل حق سینہ سپر ہو کر اپنی جان تک قربان کرتے رہے ہیں اور بانی اور جانی قربانیاں دیکر آخر اس وقت تک چین نہیں لیا جب تک کہ اسلام کے ترمیم کرنے والے دنیا سے خود بخود مٹ نہیں گئے اس دعویٰ مسیحیت اور حلیہ باز مجددیت کے عہد میں اہل حق ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں جنہیں سے پہلا نمبر جناب قبلہ ہر علیہ صاحب گوٹادی مظلہ العالی کا ہے جنہوں نے سیف چشتیانی ایسی چیلانی کی کہ اس کے مقابلہ میں یہ ساری جماعت چلائی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ جناب کے بعد جب باقی علمائے اسلام نے اس طرف توجہ مبذول فرمائی تو کئی ایک مرویدان ثابت ہوئے اور انہوں نے اس فرقہ کا علمی منظر سب کا سب سا ترانہ شجہہ باری بنادیا اور روز روشن کی طرح اہل اسلام پر پڑا ہر کہہ یا کہ گو یہ فرقہ مجددیت یا رزمیت کے رنگ میں نظر آ رہا ہو مگر اصل مقصد تو یہ اسلام ہے کیونکہ ان کا موشہد اسلام کی غلطیاں میں فتح کر کے لایا تھا۔

اب اس نظریہ کو پیش نظر رکھ کر کوئی ایسے مسیح کو مجدد ثابت کرنے کی کوشش کرے یا دعویٰ نبوت میں فضل اہل عربین یقین کرے تو ہر حال دولہ کا ایک ہی مرکز ٹھہرتا ہے کہ اسلام میں غلطیاں تھیں چکے تھے جنکو حضور علیہ السلام نے قادیان میں دوسرا جنم لیکر رونق کر دیا ہے۔ لعنة اللہ علی الکاذبین۔

رمز ربانی، تو پھر یہی نظریہ کا خلاصہ کیا ہوا؟

مسلمان (رج، غور کرئیے اس کا خلاصہ میں معلوم ہوتا ہے۔

الف، اسلام میں مجدد کا معنی صرف اتنا ہی ہے کہ جب امت محمدیہ میں کوئی ایسا فتنہ برپا ہوتا ہے جو ایسے مسئلہ تنازعہ، بروز یا مرجع صغریٰ یا مرجع کبیری کے تحت میں گمراہ کر دے یا ہو تو اہل حق سنیہ سپر ہو کر اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور یہ معنی نہیں کہ کسی خاص مطلب کیلئے اسلام کے متفقہ اور مسلمہ اصول کو غلط قرار دیکر یہ اعلان کر دے کہ عہد رسالت کے بعد ہزار سال تک امت محمدیہ غلط اصول پر چلتی رہی ہے اور چونکہ خدا کو کچھ رحم نہیں آیا تھا اسلئے ایک ہزار سال تک اسے خوب گمراہ رکھا اسلئے مجدد بھی آئے تو وہ بھی غلطی میں متفرق رہے مگر اب قادیانی مجدد نے مرنع غلط کا شرف حاصل کر کے اور اسلام کو ترمیم کر کے ایسی صورت میں پیش کیا ہے کہ اب کسی مخالف اسلام کا اس کی بھی اعتراض نہیں پڑ سکتا (نعوذ باللہ من ذالک) (الاحاد)

ب، واقعات سطورہ بالا کو پیش نظر رکھ کر ناظرین صاف طریق سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ تیسری صدی کی مجدد وہ اہل حق جماعت ہے جس کی نسبت حدیث شریف میں وارد ہے کہ یہ جماعت اہل حق مخالفین اسلام کا قیامت تک۔ مقابلہ کرتی رہے گی اور خدا کا تائیدی ہاتھ اس کے سر پر رہے گا اور یہ وہ جماعت ہے کہ حسن بن صباح اور اس کے دو سالہ تائیم کردہ مذہب کو اس نے مٹی میں ملا دیا جلیفہ متوکل اور ہامول جیسے نامور خلیفہ کے عقائد فلسفہ کو پشت ازبام کر دیا اور بتا دیا کہ خدا کا کلام وحی کے ذریعہ حضور علیہ السلام پر نازل ہوتا رہا ہے اور قدیم ہے صرف اٹھائے قلبی سے حضور علیہ السلام نے اس کو مرتب نہیں فرمایا اسلئے وہ کلام بشری اور حادث نہیں ہوگا۔ ہاں اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اٹھائے رحمانی سے حضور علیہ السلام نے کچھ فرمایا ہے وہ کلام رسول ہے اور وحی خفی یا حدیث نبوی کے نام سے مشہور ہے۔ اور آج کل یہ وہ جماعت ہے جو پنجاب کے مدعیان نبوت اور ترمیم کنندگان مذہب اسلام کے مقابلہ پر عجاہانہ رنگ میں سینہ سپر ہو رہی ہے جس نے کسی حد تک کامیابی بھی حاصل کر کے دنیا کو ثابت کر دیا ہے کہ

قادیانی تعلیم کیسے نیا اسلام پیش کرتی ہے جس کی بھی ایک صورت، حشتناک منظر پیش کر کے اہل اسلام کو مجبور کر رہی ہے کہ اس کو پائے استحفا سے ٹھکر کر رکھ دے اور انکے مقابلہ پر جہاد قلبی کا ثبوت دے

ج، جن علمائے اسلام کو احادیث نبویہ میں بدعتین خلق اللہ کہا گیا ہے ان سے مراد صرف وہ اہل باطل جماعت ہے جو اسلام میں مجددیت اور نبوت کے بہانہ سے نئی ترمیمات پیش کر رہی ہے اور وہ اہل حق جماعت مراد نہیں ہے جو ایسے بدعتین خیالات کے رک تھام میں شب و روز کو نشان نظر آ رہی ہے بلکہ یہ اہل حق وہ جماعت ہے کہ جس کے متعلق ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ العلماء و رثۃ الانبیاء جس طرح نبی اپنے اپنے وقتوں میں خدا پرستی کی طرف اہل باطل کو دعوت دیتے رہے ہیں بطرح اہل حق عہد رسالت سے لیکر آج تک نئی نئی ترمیمات کے دعویداروں اور اصلاحات جدیدہ کے پیش کرنے والے مصلحین وقت پر صل اسلام پیش کرتی چلی آ رہی ہے۔

(۵) نبوت غیر تشریحی کہو یا مجیدیت تسلیم کر دو اور یا نبوت بر دوزی کی ڈینگ مار دو سب کا خلاصہ قادیانی تعلیم میں صرف اتنا مذکور ہے کہ یہ سب عنوانات ایک ایسی جہتی کے ہیں کہ جس کا دھولے ہٹے

۱، جو احادیث نبویہ میری تعلیم کو مسترد کریں وہ خود ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے کے قابل ہیں۔

۲، قرآنی مفہوم جو میں نے قائم کیا ہے اب وہ موجب نجات ہے اور آج تک اسکا جو مفہوم دنیا کے پیش کیا جا چکا ہے وہ غلط ہے اس سے نجات اخروی حاصل نہیں ہو سکتی۔ (حشیم بد دور)

۳، میں مجید و اعظم ہوں جس کو خدا نے ہندی زمان اور مسیح دوران نبی اللہ بنا کر بھیجا ہے اور ایسی ڈیوٹی میرے سپرد کی ہے کہ جس کو کابرا اسلام آج سے پیشتر نبھا نہیں سکے بلکہ دیں کہو کہ حضور علیہ السلام جن اسلامی ترقیات اور اصلاحات کی بنیاد ڈال کر دنیا سے خصلت ہو چکے تھے ان کی تکمیل آج میرے ہاتھ سے اور میرے خلفائے ہاتھ سے ہو رہی ہے۔ گویا میرا زمانہ تکمیل اسلام کا زمانہ ہے۔ (یہ خوب خود ستانی ہے)

۴، میں محمد ثانی ہوں اور آپ سے پوری مشابہت رکھنے سے آپ کا مکمل مظہر بن گیا ہوں۔ اسلئے جو میرے من کو ٹھکراتا ہے وہ اسلام کو ٹھکراتا ہے۔

۵، میرے اعلیٰ مراتب کو آج تک امت محمدیہ میں سے کوئی بھی حاصل نہیں کر سکا کیونکہ میں عین محمد ہوں جو افضل المرسلین کے خطاب سے امتیاز حاصل کر چکے ہیں۔

۶، بیشک حضور علیہ السلام کے بعد انبیاء کا آئینہ ہو چکا ہے اور صحیح طور پر آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی کتاب قرآن مجید آخری کتاب ہے اور آپ کی مسجد آخر مسجد نبوی ہے مگر میں آپ ہی کا وجود ثانی ہوں اور میری نبوت کوئی جدید نبوت نہیں ہے بلکہ اسی نبوت محمدیہ کا دوسرا ظہور ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام پہلے مکہ میں ظاہر ہوئے تھے اور اب قادیان میں احمد بنکے آئے ہیں۔ اب میرا انکار حضور علیہ السلام کا انکار ہوگا اور میرے رفیق کار صحابہ کے ہم مرتبہ ہوں گے۔

محمد چھپا کر آئے ہیں ہم ہیں : اور آگے سے بڑھ کر اپنی شان میں محمد بنکے ہوں جسے اکمل : وہ اب ہی دوڑ آئے قادیان میں (۷) اسلام نے آج تک تمام فروعی اختلافات برداشت کئے ہیں مگر نبوت کے اختلاف کو کبھی بھی برداشت نہیں کیا بلکہ ایسے دعیان نبوت کب تک کوئی تطبیقی فیصلہ نہیں ہو گیا اسلام نے نہ ان سے مولات کی ہے نہ انکو اپنا رہنما اور لیڈر تسلیم کیا ہے اور نہ ہی انکو مسلمان سمجھا ہے۔ ایک نہیں دو نہیں تاریخ اٹھا کر دیکھئے ہزاروں بہانہ ساز مذہبان نبوت اسلام سے خارج کر دیئے گئے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ایران میں کچھ مسلمان ایک مسیح کے تابع رہ کر اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔

(۸) ایسے لوگ اگرچہ اپنا مذہب اسلام ہی قرار دیتے ہیں کیونکہ اس سے بڑھ کر خدا نے تعالیٰ کوئی اور مذہب

پسند نہیں ہے اور اپنے آپ کو متقی مقلدیں۔ یا اہل حق مسلمان اور حقیقی مومن ظاہر کرتے ہیں لیکن امت محمدیہ ایسی نئی امتوں کو اسلام سے خارج سمجھ کر نئے اسلام کی مدعی سمجھتی ہے۔ اور ہوشیار کیلئے انکو یہود نصاریٰ کی طرح کافر سمجھ کر اپنا طریق تعامل ان سے الگ کرتی رہی ہے۔

رض، جتنے دعویٰ یا صلح اسلام پیدا ہوئے ہیں انہوں نے اپنی صداقت کے لئے نئے نئے بہانے سوچے ہیں مگر قادیانی نبوت نے جسکا پہلا مرحلہ مجددیت سے شروع ہوتا ہے اور آخری منزل میں باری تعالیٰ میں اتحاد اور محبت کی خبر دیتا ہے۔ ہو بہو وہی بہانہ ہے جو اس نبوت سے پہلے ایرانی نبوت نے مجددیت۔ مہدویت موعود کل اور رجعت حقیقہ محمدیہ کا اعلان کر کے میدان مار لیا ہے جس کو قادیانی کافر بے ایمان مغرب اسلام جانتے ہیں حالانکہ ایرانی مسیحیت کا اعلان ہے کہ نہ الٰہ تک جو شخص بنی بنکر آئیگا وہ جسم شیطان ہوگا اور بہت ممکن ہے کہ ہزار سال کے بعد حقیقہ محمدیہ وہ اپنا کوئی اور مظہر کامل دنیا کے پیش کرے۔

ح، دنیا نے اسلام نے حسب دستور سابق جس طرح ایرانی نبوت کو تسلیم نہیں کیا جو صرف صلح کی رنگت میں ظاہر ہو کر موجب افتراق اسلام اور شتت و اختلاف امت محمدیہ ثابت ہوئی ہے علیٰ ہذا التیاس اس قادیانی نبوت کو بھی بعینہ اسی نظر سے دیکھتی ہے جس سے کہ باقی چھوٹی نبوتوں کو دیکھتی چلی آئی ہے جو مجددیت یا مہدویت کا ڈھونگ رکھا کر اسلام کا شیرازہ جمیت کھیرنے میں نہایت کمر دکھائی میں خود اہستہ رہی ہیں۔ رطل، قادیانی مجددیت اور مرزائی نبوت میں ایک اور بڑا بھاری نقص یہ ہے کہ مسلمانوں کو درس غلامی دیکر حکومت وقت کا ایک آلہ کار بنانا چاہتی ہے جس سے اصل مطلب یہ ہے کہ اس خدنگذاری کے عوض میں اپنا کھویا ہوا وقار قائم کریں اور جو مقبوضات اباؤ اجداد کے عہد میں ان کے ہاتھ سے نکل چکے ہیں وہ واپس مقبوضات حاصل ہوں۔ چنانچہ حکومت وقت نے رقم کھا کر اور ان غلاموں کی خدنگذاریوں کو دیکھ کر ایک سو ایلٹرز میں بخش دی ہے جس پر خلیفہ صاحب اور امیر صاحب بسم اللہ کر کے قاضی ہو چکے ہیں اور مال بجزارت دیکھتے ہی رہ گئے ہیں۔

ی، تبلیغ اسلام کا ڈھونگ چانے کا صرف اتنا مطلب ہے کہ حکومت وقت کی غلامانہ خدنگذاری کمال درجہ تک پہنچائی جائے۔ بخلاف ان خلافت اور آل امارت کے اخراجات ہمہ تن پیسے جائیں مضامین کے مقابلہ پر قادیانی نبوت کو مجددیت کے رنگ میں فروغ دیا جائے اور جو مقبوضات اس نبوت پر پڑتے ہیں ان کا دغیبہ سینہ سپر ہو کر کیا جائے ورنہ امت محمدیہ کا اسلام جو صرف ایک نبوت محمدیہ کو مانتی ہے اس سے ہرگز ہرگز ان میں سے کسی کا کوئی تعلق نہیں رہا۔

دیا، امت محمدیہ کا شیرازہ مال محض یہ حقیر دیکر یہ لوگ چل کرتے ہیں کہ ہم اسلام کی نشر و اشاعت میں شب روز

ہنہمک ہیں حالانکہ یہ صاف جھوٹ ہے کیونکہ غور کرنے پر معلوم ہو سکتا ہے کہ انہوں نے قرآن و حدیث کو تبراہیل و تعریف کر کے اپنے مذہب کی نشر و اشاعت میں خرچ کر دیا ہے اور اصل مقصد مرزائیت کی تبلیغ ہے جس کے ضمن میں کئی ایک امر اور مضمر ہیں پہلے یہ عیاں ہوتا ہے کہ اسلام کے نام پر امت محمدیہ کو لوٹ مار کر جتھہ دینے چلے آئے ہیں اور یہ کئی بات نہیں کہ یہ لوگ بھی اس طرح اہل اسلام کو اسلام کا نام لیکر لوٹ رہے ہیں اور اندر ہی اندر ان کی جڑیں کاٹ رہے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ خدا نخواستہ ایک دن وہ آئندہ الہامیہ کہ دنیا میں مرزائیت ہی مرزائیت ہوگی اور امت محمدیہ کا نام لیا ہوگا (دعوت) امت محمدیہ سے علیحدگی پر اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ مرزائی لٹریچر میں اسلامی لٹریچر کو جگہ نہیں دی گئی، تفسیر و حدیث فقہ، اور کتب و تاریخ و سیر اور باقی علوم و فنون کی نشر و اشاعت کی بجائے اپنی غاند زاد و تقابیر اپنے مسیح کے اقوال و احکام مرزا پرستی کی تصانیف ایسے لوگوں کے تاریخی حالات اور تعریفات مرزا کے سوانح حیات مہر آجے جاتے ہیں اس کے علاوہ کئی اسلامی تحریک، یا کسی انجمن اسلامیہ یا کسی اسلامی سوسائٹی میں یہ لوگ ایک دھڑی تک خرچ کر نیکو تیار نہیں مسلمان مصیبت کے منہ میں پس جاتیں امت محمدیہ کو کسی ضرورت یا آفت نے آدو بچا ہو مگر ان کے یہاں گہی کے چراغ چلتے ہیں۔ بعد ازاں جب شام چلا جائے بیت المقدس پر خیر مسلم کا بعض بھول تو ان کے یہاں نہایت کے نقاسے بچتے ہیں تو اندر میں حالات کون کہہ سکتا ہے کہ امت مرزا نے امت محمدیہ سے الگ نہیں۔

دعوت، گو سرکاری کاغذات میں یہ لوگ بھی مسلمان درج ہیں مگر ان میں بھی ان کے پیچھے احمدی کی دم ضرور لگا دی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے یہاں تک کشیدہ خاطر ہیں کہ ان کی شرکت سے بھی ان کے تقدس میں فرق آجائے۔ باقی رہے انگریزی عدالتوں کے فیصلہ جات جنہیں انکو مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے۔ سو پہلے تو ایسے فیصلہ جات کا تعلق اس زمانہ سے ہے جبکہ ان کے مسیح نے مسلمانوں سے ترک مواصلات کا حکم نہیں دیا تھا انکم از کم مسلمانوں کو اسی لئے کافر و کفر الہی دیا تھا کہ وہ انکو سچا نبی تسلیم نہیں کرتے یا اسے ایسا جہد نہیں سمجھتے جو سچ نبی اللہ وغیرہ ناموں سے پکارا جاتا ہے اور جس کی اپنی تعلیم اسلامی تعلیم کی بجائے موجب نجات ہے اور اسلامی تعلیم موجب نجات نہیں

دوسرے کام وقت کو مرزائی وہ تحریری پیش کر کے یقین دلایا تھا چکا ہے جو اس نے سنہ ۱۳۴۴ سے پہلے

اسلام کی تائید میں کئی خطیں کہ مرزائیت اسلام کا بہترین نمونہ ہے، اور یہ جتھہ یا گیا تھا کہ اصول اسلام سے یہ لوگ منحرف نہیں ہیں۔ اسلئے اگر ان حکام کو یہ معلوم ہو جاتا کہ

”مرزائی کو خاتم النبیین کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں اور کسی نبی نبوت کے پیش کر نیکو کفر جانتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح قادیانی نے مسیح کا نمونہ پیش کرتے ہوئے قرآن مجید سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام خاتم النبیین ایک دفعہ مکہ معظمہ میں نظر ہوئے تھے اور وہی دوسری دفعہ قادیان میں ظاہر ہو کر احمد کہلاتے ہوئے حکومت وقت کے وفادار میدان غلام بن گئے ہیں“ (باقی آئے)

محرم اور غم

(راہِ حضرت نجم فیض آبادی)

بے وقت مصائب کا گلا ہم نہیں کرتے
تحرکِ بوجس غم کی سب اپنی ہی طرف سے
لوگوں کو ہنساتے نہیں ہم رونے پہ اپنے
دور روکے بناتے نہیں ہم قوم کو بزدل
دہرا کے مجاس میں مصیبت کی کہانی
مظلومی و بیچارگی و عجب کے فرقے
مصعب پہ ہو یا حضرت عثمانؓ پہ نہ
قرآن میں مردوں پہ رونے کا نہیں ذکر
اطفال کے گریہ کو اگر کہتے ہیں فطرت
جو ہوتے ہیں قیاب کسی صدمہ غم سے
اسلام میں اس سے بھی گراں تر ہیں مصائب
دنیا کو ہمارے ہیں فتوحاتِ مسلم
حمزہ کا تو کیا ذکر علیؓ کا بھی نہیں غم
رونا یہ اگر محض جدائی تھیلے ہے
سرورِ دو عالم کے برابر نہیں کوئی

سامانِ عبث غم کے فراہم نہیں کرتے
اس غم میں کبھی آنکھوں کو پریم نہیں کرتے
مانندِ زنانِ گریہ و ماتم نہیں کرتے
جو ہر کوشجاوت کی کبھی کہ نہیں کرتے
ہر سال بلند آہ و فغاں ہم نہیں کرتے
غیروں کو سنا کر خوش و خرم نہیں کرتے
دیندار پسند اسکو بھی اک دم نہیں کرتے
ہم رائے کو قرآن میں مدغم نہیں کرتے
کیوں خندہ اطفال کو تو ام نہیں کرتے
وہ رونے کے قانون منظم نہیں کرتے
ان کا بھجوا ہم اسوقت کوئی غم نہیں کرتے
ہم تذکرہ ان کا بھی تو پیہم نہیں کرتے
بھولے سحر سن کا بھی ماتم نہیں کرتے
کیوں گریہ پے سرورِ عالم نہیں کرتے
پھر سوگ کو ان کے مقدم نہیں کرتے

تقلیدِ حسین ابن علیؓ ثبوت ہے اپنا
ہل کیلئے سر کو کبھی ختم نہیں کرتے!

تعزیر اور ہندو

(ایک ہندو کے قلم سے)

دیکھو گا انجائز سرکار، جسکا تعارف ناظرین کے سامنے اس سے پہلے ہو چکا ہے، تازہ اشاعت میں عنوان بالاکے تحت ہے ایک ہندو یوں قلمراز ہے۔

ایمان نام ہے اتحاد پیغم اور محبت کا۔ کیونکہ محبت خدا اور خدا محبت ہے۔ اسلام نام ہی اتحاد اسلامی کا نہ کہ غائبگی اور فرقہ بازی کا۔

پھر کیا مسلمان قوم میں اتحاد اسلامی ہیڑا اگر نہیں ہے تو ان کا مذہب کیا؟ یاد رکھنا اتفاقی اغراض پرستی نہ مذہب کو برقرار رکھتی ہے۔ نہ انسانیت کو وہ کام عقیدے میں نظر اہرے جو اتفاق سے قوم کو ٹکڑے بنا دے بجائے خود ایک لعنت کی بات ہے اور بڑی گمراہی۔

اسلام نے مسلمانوں کو توحید کا شاندار سبق بتایا لیکن یہ ایک مسلم کیلئے شرم کی بات ہے کہ وہ اپنے دل کی کمزوری سے غرض پرستی کو اختیار کرے مذہب کو اپنے فائدہ کی آڑ بنا کر چالاکی اختیار کرے۔

خالص مسلم وہی ہو سکتا ہے جس کے دل میں محبت ہے اور خدا کا خوف ہے تو خدا کا اس کے بعد وہ خود اپنا وقار سمجھتا ہو اور مخلوق کا اپنا مسجود سمجھتا ہو اور وہ کسی طرف نہ جھکے اور نہ کسی قوت سے مرعوب ہو نہ کسی شخصیت کی پرستش کرے مسلمان غیر خدا کی پرستش اور پوجا نہیں کر سکتا ہمارے مسلمان بھائی اپنی عدم بصیرت سے تعزیر داری سے اسلام کے چہرے پر یہ بدنام داغ لگاتے ہیں۔ تعزیر کیا ہے یہ ایک قسم کا کاغذی بت ہے ہندو ایک مسلمان میں فرق کیا رہتا ہے۔ ایک بت وہ ہے کہ کسی جائدار کی مورت ہو ایک وہ بت ہے کہ جو کسی چادر کی مورت ہو کہ کسی مکان کی نقل ہو اور وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا آ سکے ایک وہ بت ہے کہ خواہ جائدار کی مورت ہو یا بے جان کی ایک جگہ جمی ہو۔

تعزیر شغل بت ہے۔ تعزیر داری اور بت پرستی ایک ہے کیا اسلام کی توحید اسکی اجازت دیتی ہے؟ یہ بات مسلم ہو چکی ہے تعزیر داری اسلام کی تبلیغ اشاعت میں روڑا اٹکانے والی ہے اس فعل کو دیکھ کر اتمام جس نظر سے دیکھتی ہو تم کو اس امر پر افسوس نہیں ہوتا۔ اس تعزیر داری نے تم میں نفاق پیدا کر کے قوم کے ٹکڑے کر دیے۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حقدار ہے تم تعزیر بنا کر اس کو شکل کشا سمجھتے ہو نہ اویار بت پتھر کا نہیں لگا کاغذ ابرک۔ بچی۔ بالنس کا ایک ہلکا بت ہے۔ ہم بھی اپنے دیوتاؤں کی مورت بنا کر پوجتے ہیں اور اسی طرح تم بھی انکی سواری کے جانوروں کے بت بناتے ہو ان کو پوجتے ہو تعظیم کرتے ہو کوئی اسکی تعظیم نہ کرے اس سے لڑتے ہو پھر ہم اپنی مورتی کو توڑتے نہیں تم اسکی کو توڑ پھوڑ کر مٹی میں داتے ہو ہر سال نانیاتے ہو لکھا تھا اسے اسلام کی ہی تعظیم ہے ہم کو کس منہ سے کافر کہتے ہو تم کیسے خدا پرست

ہو تم کو ایک خدا پر پھر وہ نہیں در نہ فعل اسلام کا نہیں تھا اسے اپنے دل کی کمزوری ہے کیا تمہارا یہ فعل خطرناک پہلو نہیں رکھتا اسلام تم پر لعنت نہیں کرتا۔ تمہارا خدا تم سے خوش ہو سکتا ہے ؟
 آؤ ہم بتلائیں تعزیرہ داری کیا چیز ہے

یہ تعزیرہ داری مذہب شیعہ کی اشاعت کا ایک ذریعہ ہے جہاں امام حسین علیہ السلام کو مردہ سمجھا کر انکی تعزیرت کے سلسلہ میں بناتے ہیں۔ اور اس پر قائم کرتے ہیں اور پھر اس طرح روتے ہیں جیسے کوئی مر جائے پھر کوسید الشہداء بھی کہتے ہیں۔ حالانکہ ہر شہید زندہ ہے۔ پھر لطف باللہ لطف یہ کہ یہ لوگ اٹھتے بیٹھتے یا حسین یا علی مدد آؤ ایسے کلمات جو زندہ کیلئے استعمال کئے جاتے وہ استعمال کرتے ہیں گویا وہ سنتے ہیں اور انکی مدد کریں گے یہ سب تعزیرہ پرستی کی بدولت ہے۔

سنی امام کا یہ مقام کو زندہ اور شہید سمجھتے ہیں انکی محبت کو اپنے دل میں جبکہ دیتے ہیں اور کسی نوعیت کو پسند نہیں کرتے اور اس سنی پہلو سے تعزیرہ داری سے نفرت کرتے ہیں لہذا اس تضاد نے مسلمان قوم کو دو ٹکڑے بنا کر اسلام کو بھی قتل کر دیا ہے اور یہ زید سے بھی زیادہ قتل ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ اللہ اسلام کا تعزیرہ نکالا جائے تو یہ صحیح ہو گا۔ علیٰ رست عوام کو تعزیرہ داری سے روکتے ہیں لیکن ان پر شیعہ رنگ الیا چڑھ گیا ہے کہ حیرت معلوم ہوتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اب تعزیرہ داری کو کیوں روکا جاتا ہے تعزیرہ کی امام حسینؑ کی نسبت کیجاتی ہے تو اسکا احترام بھی ہم پر فرض ہے یہی کہتا ہوں۔ ہندو بت کی نسبت خدا سے کہتے ہیں تو کیا اسکا احترام بھی انکی پوجا کی طرح ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ لوگ میلے فائدہ اٹھاتے ہیں یہ اغراض پرستی کی باتیں ہیں جس سے تعزیرہ داری کی اصل ہل میں اضافہ ہو جاتا ہے ہم تعزیرہ داری میں زیادہ تر مذہم کو دیکھتے ہیں جس میں زیادہ تر فتنے اور جاہل تھے ہیں۔ انکے علماء اور مجتہدین ننگے سروانگے پیر نظر نہیں آتے سید طرح سنی پارٹی کی عوام جو اپنے سینے کبڑے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر تعزیرہ کی ہم مقدس تھی تو اس میں عزتیں اور علماء کے سوا عوام کو شامل بھی نہ کیا جاتا۔ یہ بیک مظاہرہ نہیں ہے شیعہ طبقہ اپنے علاوہ دوسرے کو نیز یہی طبقہ تصور کر کے بلا کا مظاہرہ کرتا ہے ورنہ پھر کیا مقصد! شیعہ بھائی اس مظاہرہ کو ترک نہیں کر سکتے چاہے جس قدر اسلام کو نقصان پہنچ جائے انہوں نے اسکو اپنا دین بنالیا ہے اور انکو کوئی عمل پسند نہیں اس ہنگامی تاشہ میں ایسے بتائیں کہ انکی روحانیت پر متوہم واقع ہو گئی اور ان پر ایسا جوڈھاری ہے کہ وقت نے تمام قوموں کو میدان کر دیا لیکن انکی غفلت کی انتہا نہیں۔

یہ سب باتیں اغراض پرستی میں داخل ہیں یہ شخص مذہب کی لٹھ ڈھونڈھ کر فائدہ اٹھانے کی کوشش میں ہے ان باتوں کو دیکھتے ہوئے دیگر اقوام کے متعلق جو فیصلہ کر رہے ہیں وہ مسلمانوں کو ابھی معلوم نہیں۔

ایک شخص ایک کام کو عقل سے برا سمجھتا ہے مذہب کا نام آیا وہی کام وہ کرنے لگا اس سے پوچھو تو جواب دیتا ہے کہ بھائی مذہب کی بات ہے مجبور ہیں گویا مذہب کا نام حقیقت کا۔

اؤنچی کے حصول میں مسلمان اتنے سرگردم عمل نظر نہیں آتے جتنا محمدؐ نے اور اسکے کھیل تما اور مظاہرہ میں ؟ -

بنگش سنی اور کلب علی شیعہ کی تیرہویں ملاقات

واقعہ قرطاس اور بحث آما و خلافت

بنگش: کلب علی، کلب حسین، کلب عباس سے، میں آپ کا یہ مقدمہ نہ بنا ہوا عارض ہوں کہ کوئی مفید مطلب گفتگو ہوئی چاہئے جس سے کم از کم اسلامی دنیا میں اصلاح پیدا ہو کر ہمارے عقائد بھی درجعت ہو سکیں کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ صرف قرآن مقدس کو پیش نظر رکھ کر اس زبیر بن عوف کے بارہ میں تبادلہ خیالات کریں جس کے بعد تمام مراحل پر آسانی ملے ہو سکیں گے

کلب عباس: یہ مسئلہ بھی اگر خدا نے چاہا اپنی موت پر کسی وقت پیش کر دیں گے۔ اس وقت تو میرے پیش نظر مسئلہ قرطاس ہے، جو اگر عمر فاروق اس کے کہنے سے مانع نہ ہوتے، تو امت میں موجودہ اختلافات رونما نہ ہوتے۔

بنگش: بفرما کیجئے کہ وہ کیا واقعہ تھا اس کا کچھ شرم تو بیان کیجئے۔

کلب عباس: اصل واقعہ کتاب حیات الطوب جلد دوم ص ۸۲ سے منجملہ پیش کرتا ہوں۔

بطریقین متعدد کے از ابن عباس روایت کردہ اندکہ روز پنجشنبہ در رسول خدا شد بدین گفت بیاورید دو تہ کتفے تا بولیسیم از برائے شما کتابے کہ گمراہ نشوید یعنی ازاں ہرگز نہیں عمر گفت کہ رسول خدا نبیاں میگویند برباوت دگر گفت کہ در دوسے بروی غالب شدہ است و نزد شما قرآن آبل من ما کتاب خدا ایضا ص ۸۲۔ پس کیونکہ خواہد بود حال او، حالانکہ حق تعالیٰ میفرماد کہ (و ما ینسحق عن اھوٰی ان ھو الا وھوٰی یوحی)۔ یعنی سخن نمیگوید آنحضرت از خواہش خود و نیست سخن او اگر وحی خدا

ترجمہ: حضرت عباس کے بیٹے عبد اللہ صحابی سے روایت ہے کہ پنجشنبہ کے دن رسول خدا پر بیماری کا زور ہوا تو حضور نے فرمایا کہ اے آدمیرے پاس فلم دوات وغیرہ سامان تاکہ تمہارے واسطے کچھ بصورت کتاب لکھ دو جس کے ہوتے ہوئے بعد میں تم ہرگز گمراہ نہ ہو گئے ماس پر عمر فاروق نے کہا کہ رسول خدا نبیاں یعنی یہ ہوشی میں کچھ فرما رہے ہیں اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ رسول اللہ پر درد کا غلبہ ہے جبکہ تمہارے پاس قرآن موجود ہے تو بس کافی ہے تمہارے لئے کتاب خدا۔

نوٹ: ہم اس پر باقر مجلسی مضاف کتاب ذیل الفاظ کا حاشیہ چڑھاتا ہے کہ رسول خدا حکم آیت مرقومہ کو کچھ فرماتے ہیں وہ اپنے طرف سے نہیں ہوتا، بلکہ وحی الہی ہوتا ہے۔ پس کیا حال ہو گا عمر کا جس نے پیغمبر کے وصیت نامہ کو نہ لکھنے دیا۔ حالانکہ اونکا لکھنا خدا کی وحی پر مبنی تھا۔

بنگش۔ جاننا چاہیے کہ رافضیہ کا حضرت عمر کی طرف ہریان کا لفظ بار بار منسوب کرنا صرف جُبتِ باطنی اور بغضِ فطرتی کا نتیجہ ہے ورنہ از روئیِ فہم و درایت وہ سرہی روایت ہی صحیح ہے۔ جیسا کہ باقر مجلسی کی طرف اوپر درج ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ پر دو کاغذ ہے جبکہ قرآن موجود ہے تو بس کافی ہے کتاب خدا (سچا ہے خدا اور اس کا رسول رہنا۔ جن کا فرمودہ ہے) ولو کان نبی بعدی لکان عمرو یخنی کہ اگر ہمارے بعد کوئی نبی آتا تو عمر رہتا، دیکھ اوس قدر عجبم میں جنہیں عمرؓ اور اہل بیت کے پیروں نے ارکانِ موجود تھے جی کہ شیرِ نر بھی بذاتِ حاضر تھا۔ کبھی کو بھی تو فتنِ نصیب نہ ہوئی کہ وہ حضرت عمرؓ کی طرح وہ دین پرورد کلمہ کہتا جس کی تکمیل کے لئے خدا نے محمدؐ رسول اللہؐ کو پیدا کر کے مبعوث فرمایا تھا جب وہ تکمیل کو پہنچا لینے (قرآن) تو بس رسول اللہؐ کی ضرورت بھی نہیں رہی اور دنیا سے اٹھا کر اپنے حضور میں بلالیا۔ لیکن اس کفرِ شکیں فقرہ کے (کافی ہے ہمارے لئے کتاب) کیسے کیسے ہدایت آموز نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔

(اول) یہ کہ جس دُوق کے ساتھ حضرت عمرؓ نے قرآن مجید کے ساتھ اپنے یقین اور ایمانی تعلق کا اظہار کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو فاروق اعظمؓ حسبِ فرمودہؐ سے رسول ضرور نبی ہوتا۔

(دوم) منافقین ظاہر الاسلام جو گاہ بگاہ اہل اسلام سے اصحابِ ثلاثہؓ یا خصوصاً حضرت عمرؓ کے اسلام کا مطالبہ پیش کرتے ہیں۔ وہ مرفوئۃ الصدور فقرہ خود اپنی کتاب میں مطالعہ کر کے اپنے کفر سے توبہ نکال کر اسلام کی طرف رجوع کریں۔ لیکن میں کہتا ہوں بلکہ دلائل قاطعہ و بارہ سے ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قریطاس کا واقعہ درحقیقت ہوا ہی نہیں۔ ورنہ ذیل کے اعتراضات پر اپنے عقلِ خدا داد سے کام لیکر ذرا غور فرمائیں۔

راعتراضِ اول، جب حضرت عمرؓ کے ہدایت آموز فقرے پر کہ کافی ہے ہمارے لئے قرآن اختلاف پیدا ہو کر شور و غوغا ہوا۔ تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ وہاں اور بھی بہت بزرگوار مجتہدین و کرام حاضر تھے۔ لیکن روایت کرنے والا صرف عبد اللہؓ ایک تیرہ سال کا نابالغ لڑکا ہے جو قابلِ بحث و غور ہے۔ ملاحظہ ہو مجالس المؤمنین شریفی چھاپہ ایران ص ۱۷۰۔

راعتراضِ دوم، اس کے بعد ہی جبکہ رسول کریمؐ چند روز تک دنیا میں موجود رہے تو کیا اہل بیت و شیرِ غالب اور اس کے چچا عباسؓ کا فرض نہ تھا کہ نبی کریمؐ کے وصیت نامہ کو لکھ کر امتِ موحومہ کو گمراہی سے بچاتے جو نہ کیا **راعتراضِ سوم**، یہ کہ قرآن عظیم کے موجودگی میں کسی اور دلیل کی ضرورت ہی نہیں جس کے رو سے قریطاس کا لینے کا غد منگنا وصیت نامہ کیلئے رسول کریمؐ کا آمادہ ہونا۔ اور یہ فرمانا کہ اس سے مقصود تم لوگوں کو آئندہ کے گمراہی سے بچانا ہے۔ بالکل غلط ہے اور ناقابلِ التفات ثابت ہوتا ہے۔ بوجہات ذیل

اول یہ کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ جب خدائے برحق نے اُمّ المؤمنین

کے ذریعہ تکمیل دین کا اعلان کر کے اپنی نعمت کو بھی مسلمانوں پر ابرجوت کی طرح بڑا کر گشت زائمان کی پوری پوری سیرانی فرمائی پھر وہ کوئی مذہب کی کسر باقی رہ گئی تھی جس کے واسطے وصیت نامہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔

دوم یہ کہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب صبیح۔ جب ضروریات دین میں سے کوئی امر بھی باقی نہ رہا تھا۔ پھر قلم و دوات ملگنا اور نبی کریم کا یہ فرمانا کہ تمہارے واسطے ایک ایسا وصیت نامہ لکھ دو جس کے بعد کسی قلم گرازی کا خطرہ باقی نہ رہے عقل سلیم کیونکر تسلیم کر سکتی ہے۔

سوم یہ کہ خدائے برحق کا یہ اعلان کہ (ما فرضنا فی الکتاب من شیء) یعنی ہمیں چھوڑی ہم نے قرآن میں کوئی چیز اور قسم حدایت، پھر انسانی فہم اور اسلامی ولایت مذکورہ روایت کیسی قبول کر سکتی ہے۔ ہاں جنگ و موجودہ قرآن پر ایمان نہ ہو۔ اگر انکو کچھ شبہ و دوچار ہوں تو مجھے تعجب نہیں۔

چہارم رسول کریم کا خود یہ فرمانا (فیہ بناء ما قبلکم وخبیر ما بعدکم) یعنی کہ اس قرآن میں پہلے کی اور بعد کی سب خبریں موجود ہیں۔ اور حکم ان امور کا بھی جو تمہارے درمیان میں واقع ہوں۔ نیز مصطفیٰ علی کا ارشاد (ما من شیء الا وعلمہ فی القرآن ولا کن الرجال یعجز عنہ) یعنی کہ کوئی چیز ایسی نہیں جس کا علم قرآن میں نہ ہو لیکن انسان ان سب کچھ اور اک سے عاجز ہے۔ اور ایسا ہی تمام بزرگان دین اس کتاب خدا کو بہرہ و جوہ کمال جانتے ہوئے متناظر ہیں۔ جیسا کہ فرمایا گیا ہے۔

(جميع العلم فی القرآن لا کن) بقا صرغہ افہام الرجال) یعنی کہ قرآن میں ہر قسم علوم کا ایک ایسا خزانہ ہے جسکے کوئی آبدار کا شمار منہدس عقل کے احاطہ سے باہر ہے پس ایسی حالتیں ہم کیونکر قرطاس کے واقعہ پر یقین کر سکتے ہیں بالخصوص رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہی ارشاد کے برخلاف معاذ اللہ اس قرآن مقدس کو ناکافی قرار دیکر تکمیل حدایت کے لئے ایک دوسری وصیت نامہ کی ضرورت محسوس کر کے ارشاد فرمائے ہیں۔

کہ قلم و دوات لاؤ تاکہ کچھ حدایات لکھ دوں جسکے ہوتے ہوئے بعد میں تم لوگ گمراہ نہ ہو جاؤ لہذا ان وجوہات کی بنا پر ہم واقعہ قرطاس کو خلاف عقل و قیاس سمجھتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ آپ شیعہ امامیہ و المالکیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رافضیہ خدا کی موجودہ کتاب بے تطاب کو حدایت کیلئے کافی نہ سمجھیں تاہم خدا اور اسکی مخلوقات ارض و سما گواہ رہیں کہ ہم اہل سنت ایسے نمائشی مسلمانوں سے بیزار ہیں۔ اور حسبنا کتاب اللہ پر ہمارا ایمان ہے۔

کلب عباس مسلمان اور پھر قرآن کو ناکافی خیال کرتے ہوئے تکمیل دین سے انکار کریں۔

(اس خیال است و محال است و جنوں) دراصل ہم اس یقین پر جے ہوئے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو علی کے متعلق کچھ ہدایات بطور وصیت لکھنا چاہتے تھے جس کو آپ کا عمر تازہ گیا کہ ایسا نہ ہو علی کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کر کے ہمارا ناما لکھ لیا۔ لہذا معتز فرما کہ اگر وہ صحابہ

بنگش۔ اودھمن عقل تم نے مجلسی کے نوشتہ پر غور نہیں کیا۔ آخر شور مچانے والے بھی تو کوئی انسان ہی تھے۔
 اور یقیناً اہل بیت یا دیگر مائشی تیخ و سپرولے موجود تھے۔ کسی سے نہ ہو سکا۔ کہ پیش دستی کر کے مصمصام فاروقی کو
 کند بناتے غضب یہ کہ ایک سائنس میں آپ نے دو جھوٹ بولے۔

رکلب عباس، کون کون۔

بنگش۔ اسنو آپکا مجتہد شیخ الاسلام باقر مجلسی کیسے صاف اور صریح الفاظ میں اپنے رافضیہ کسب قبضہ سے
 ر حیات القلوب جلد سوم ص ۱۸۱ اگر کتاب خدا بس بود۔ امت را اینقدر اختلاف در میان ایشان چرا ہم سید
 تو جہد۔ یعنی اگر یہ قرآن خدا کا کافی ہوتا تو امت میں استدر ایک دوسرے سے برخلافی کیوں واقع ہوتی اب بھی اگر
 آپ یا آپکے ہم مذہب اس قرآن پر اپنا ایمان جٹائیں گے۔ تو ماننا پڑیگا کہ عبداللہ ابن ابی اپنے سچے اور حقیقی
 جانشینوں کی وجہ سے مائے خوشی کے قبر میں نہ سمائیں گے۔

بلو رکلب عباس ایسے اعتقاد رکھنے والوں پر قہر خدا اور اس کی لعنت ہو۔

رکلب عباس، بیشک ہم اپنے ائمہ کا محبت میں دنیا و دنیاہ سے بے خبر ہیں مگر استدر گول و کون خر تو نہیں کہ
 خود اپنے اوپر بھی لعنت کریں اور ساتھ ہی سیکڑی انہیں حیدریہ ڈھیری شانان ٹکسلا یہ بھی لعنت کہ کے ہتر
 خدا اٹا اس پر نازل کرنے کی بدو عاکروں۔ ر الان حصص الحق میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس
 نے اپنے سر ہالہ قہر خدا میں کمال دور اندیشی سے کام لیکر اپنے چار تقیہ باز مولویوں کے حوالہ سے اس قرآن
 کو کال اور کافی تبا کر۔ برعم خود۔ دوسری انجنوں سے سٹیفیکٹ فتح حاصل کر لئے ہیں۔ حالانکہ اس نے اپنی جس
 کتاب کا حوالہ دیا ہے (یعنی اصول کافی) اوی سے تو اٹا اوسکے عقیدے کا بیڑا اگر داب ہلاکت میں ڈوبا ہوا
 دکھائی دے رہا ہے۔ آپ اس کے متعلق تشریح میں نہ جائیں واقعی آپ کا یہ اعتراف کارگر اور ناقابل انکار ہے لیکن
 وہ دوسرا کونسا جھوٹ ہے جو میرے بیان میں آپ کو نظر آ رہا ہے۔

ر بنگش، دوسرا جھوٹ خلافت علی کیلئے وصیت نامہ کا لکھنا جس سے بقول تہا ہے عمر فاروق نفع ہوئے۔ آپکے

اس جملے میں بھی بجائے ایک کے دو جھوٹ میں ایک وصیت نامہ دوم خلافت جس کو زور افروڈ پیش کرتا ہوں۔

راول، وصیت نامہ وہ تو خدا کی طرف سے جبرئیل نے لا کر نبی علیہ رسول خدا علی کے حوالہ کیا تھا ملاحظہ ہو آپکا
 ر حیات القلوب جلد دوم ص ۲۳۷ تا ۲۵۸ جو کہ اختصار کے ساتھ دوسرے خبر دار کرنے ناظرین کے درج ذیل ہے۔
 اصل فارسی سے اردو میں ترجمہ رشید امام فرماتا ہے کہ بوقت وفات رسول جبرئیل نے ایک سر موہر بند لفافہ
 جنہیں وصیت نامہ درج تھا لا کر حوالہ کیا اور فرمایا ہے محمد سب لوگوں کو نکال دوسرے علی کے پس اس وصیت نامہ
 کو لیکر جب پڑھا۔ تو شیر زنا تاج غیبر اسکی ہدیت سے بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو اس کے جواب

میں امیر نے فرمایا۔ چاہے میری بے حرمتی کر کے مجھے بے آبرو کریں۔ سہتا ہے رسول کو لوگ چھوڑ دیں۔ قرآن کو تتر بتر کر دیں۔ کعبہ کو ویران کریں۔ میری داڑھی کو میرے خون سے رنگدار بنائیں۔ یہ حال مبرک کے حرکت نہ کروں گا۔

شیعوں کے عقیدہ کی مطابق مولائی کل نے اس وصیت نامہ پر ایسی مستعدی سے عمل کیا کہ باوجود شایہ نمبر ایک۔ اس سے تمھارے قول کی مطابق انکی بیٹی ام کلثوم کو چھین کر عمر فاروق نے اپنی حرم میں داخل کیا۔ مجالس المؤمنین ص ۸۷۔ نمبر دو و تیس، کاثبت کافی کتاب الروضہ ص ۲۹ میں ہے۔ نمبر چار کے خاطر ایسا نہ کہ کعبہ اور مدینہ کے کسی جھگڑے میں پھنس کر وصیت نامہ کی خلاف ورزی ہو جائے ہزار بارہ سو میل کے دور فاصلہ پر کوفر جا کر مدینہ الرسول کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا حتیٰ کہ نمبر پانچ کا عمل درآمد قضا و قدر کے اہل کاروں نے وہاں ہی پورا کیا (رضی اللہ عنہ)

کلب عباس۔ کیا کہوں آپ عجیب منطق سے کلام کر رہے ہیں چچا میں سوچ رہا ہوں آپ بولتے جائیں۔ **بنکش**۔ میری ناشکری ہوگی اگر میں آپکی حق شناسی اور برباد پاری کا شکریہ ادا کروں لیکن میں بھی الحمد للہ ایسا شخص نہیں ہوں کہ کسی حق کے مقابلہ میں اپنی ضد پراڈار ہوں جیسا کہ زیر بحث واقعہ کے متعلق میرے برخلاف ملا خلیل قزوینی نے اپنی کتاب صانی شرح کافی میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ملا صاحب کا ارشاد مذکور کے ص ۱۵۲ پر حسب ذیل ہے (مراد غضب خرمین است کہ بزور خواہند گزشت اشارت است بہ غضب عمر ام کلثوم فاطمہ تا آنکہ افتادم بر روئے خود گفتم آئے قبول کردم) یعنی فرمایا علی نے کہ خدا کے وصیت نامہ میں جب میں نے یہ فقرہ پڑھا (وانتھال حرم قتلت) کہ تمھارے پردہ کو پھاڑ دیں گے جس سے مراد میری اور فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم ہے۔ جو عمر اسکو غضب کر کے بزور اپنے گھر لیجائیں گے۔ یہاں تک کہ فرط غم سے منہ کے بل گر پڑا اور مجبوراً قبول کیا۔ چونکہ ملا صاحب کی تشریح بھی قابل مردودی کے نہیں بنا برین میں اپنی رائے کو واپس لیتا ہوا اور اس کے لایں میں لایں ملتا ہوا۔ ہر ایک رافضیہ سے فردا فردا مستعدی ہوں۔ کہ وہ آنکھیں کھول کر ذرا ایمان داری و انصاف سے کہیں کہ شیر کون ہے علی ہے یا عمر۔ غالب کون ہے علی ہے یا عمر۔ بزدل کون ہے علی ہے یا عمر۔ غرقِ ملامت کون ہے علی ہے یا عمر اور نیز خاندان نبوت کے آیت تطہیر سے مطہر پاکداسن نبی کو معاذ اللہ منصوصہ بتانا یا تم دشمنان قرآن و خاندان کی کارستانی ہے۔ یا ہم اہل سنت بے ادب بنکر خواجہ کے ہمہ نوا بن گئے ہیں۔ اگر برضا و رغبت شرعی طریقہ سے نکاح کا ذکر ہوتا تو ہم محض نہوتے لیکن غضب کرنا اور زور سے لیجانا اس بات کی سرکجا دلیل ہے کہ یہ تمام واقعہ آپ کے نزدیک ناجائز اور خلاف شرع ہوا تھا۔ اگر یہ ناجائز و حرام ہوا آپ کے نزدیک سو ہاں روح سے کم نہیں تو ہمارا تو مست کہ برتو ست

کلب عباس۔ کلب علی اور کلب بن سے غضب ہے خدا کا ہمارے پیشوا اور مجتہدین محمدی عجیب دل و دماغ کے لوگ گذرے ہیں۔ اسینہ ام چاک چاک شد پند کجا کجا نہم ابھی ہم ایک قضیہ سے فارغ نہیں ہوئے جو کہ ہمارے دوازدہ امام کو آس بتاتے ہوئے اس نگاہ نے اپنی ترکش کے فقط ایک تیرے نہ صرف ہم کو بلکہ ہمارے جملہ ممبران مدرسہ الاعظمین لکھنؤ کو ایسا خستہ جگر و شستہ رنیا یا کہ بجائے واجب جواب دینے کے اخبار سر فراز کے ذریعہ تمام شیعیان ہند و سندھ و سرحد پنجاب کو اپنی مدد پر آمادہ کر دیا تو شروع بجایا مگر جس مورچہ سے اس نے تیرے پھینکا تھا۔ اس کا نام۔ فرقان۔ حق و باطل میں فرق کرنا والا تھا جس کا جواب یاد تو خود کسی امام سے بھی ناممکن ہے۔ پھر ہندی مجتہدین رکیا پدی کیا پدی کا شور با کس شمار و تظار میں۔

اب اس مضمون بحث شیون کا کیا جواب دیں گے۔ کہ خود اپنے ہی زبان حضرت ام کلثوم کو بجائے ربیبہ کہنے وغیرہ مال سٹول کر نیکے صاف لفظوں میں کہ دیا۔ کہ وہ امیر صاحب کی بیٹی بی بی فاطمہ کے پیٹ سے تھی اور پھر خود ہی اپنے زبان سے امیر المؤمنین کے یہ الفاظ دوہرائے کہ میری بیٹی کو عمر بزرور لے گئے تھے۔ جس سے شکستہ اندام و غرقِ خجالت بواکہ جیوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ پہلے تو سر فراز مکہ منوی بھادوازہ کھٹ کھٹایا۔ اب کون سے دوازدہ پردہ رستک کیر مٹھیہ خوانی یا غوغا آرائی کیلئے ابھاریں گے۔ کہ ہمارے ہماری مذہبی توہین جو بی پہلے تو اماموں کو نامس بنا کر اپنی غلط ادویات سے نشانہ مشق بنایا۔ اب تو ایک ایسی شرم کی بات پھر عرض بحث میں لایا کہ بجائے مانمن نہ پائے رفتن،

بنگش۔ پیار کلب عباس سنئے کہ حلو اچکیا ر خود و مذہب اس آ پکوتا چکا ہوں اور اب مکر عرض سامان ہوں راز و مست کہ بزور ست، تم شیعوں نے اپنی زبان کو گالی گلوچ اور فحاشی کے لئے بالکل آزاد چھوڑا ہوا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ اپنے امام و امام زادوں کے متعلق بھی ایسی باتیں کہ جلتے ہیں تو تمہاری رسوائی و روسیاہی کا موجب بن جاتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اب تمہاری اصلاح ناممکن ہے۔

خشت اول چون نہد معماری کج بتاثر یا میر و دیوار کج۔ سوائے اس کے کہ قرآن کی طرف رجوع کر کے اشد اعلیٰ الکفار کے پیرو بن جاؤ۔ اب جب ثابت ہو کہ آپ اس موجودہ قرآن مقدس کو کافی نہیں سمجھتے۔ اور اسکے بالمقابل ایک منہ خرافات کا مجموعہ بنا کر روپوش ہمدی کی طرف سے اس پر کافی نام رکھ کر اس موجودہ قرآن سے بے نیاز ہو چکے ہو تو اب خلافت رسول کا ثبوت بھی آپ کو تمہاری نہایت متعجب کتابوں سے پیش کرنا ضروری ہوا تاکہ آپ کے علاوہ جملہ ناظرین کرام اس امر کا اندازہ لگائیں۔ کہ دیدہ و دانستہ لوگ قرآن مجید اور اپنی مقدس کتابوں سے روگردانی کر کے اپنے نفس نامہ کے بندے بن گئے ہیں۔ نہ اس قرآن کو مانتے ہیں اور نہ رسول کے کسی حکم کو۔

ضعیف الاعتقادی

(مولوی نذیر الحق صاحب میرٹھی)

جس وقت دنیا پر کفر و شرک، اداہم و خرافات، جہل و حماقت اور ضعیف الاعتقادی کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ انسان علم و عقل کے نام سے ناواقف تھا مختلف اقوام کے تمدن گرد و زنگار میں دب گئے تھے۔ علوم و فنون افسانہ منی بن گئے تھے اور انسان اشرف المخلوقات برہنہ و بخت اور حیوان کے سامنے عاجزی سے گھٹنے ٹیکے ہوئے اپنی انت کامنہ پڑا رہا تھا اس وقت اسلام کی نورانی صبح طلوع ہوئی جو اپنے تہذیب و تمدن کا ڈونکہ بجاتی اور تمام آفاق کو اپنے علم و حکمت کے نور سے منور کرتی ہوئی نظر آئی۔

پھر کیا ہوا؟ اسلام کے تمدنی اثر کے سامنے تمام دنیا کے تمدن سرنگون ہو گئے، جہل و حق کی تاریکی دم دبا کر بھاگی۔ ذہنی و دینی خداؤں کے تخت اور مذہب ہو گئے، اداہم و خرافات کی تمام عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ ضعیف الاعتقادی اور ذہنی و علمی سے انسان کو نجات ملی اور جو بھی اسلام کی روشنی میں آیا اس کے دل و دماغ روشن ہو گئے۔ پھر کیا مجال جو کوئی ناہمی تب ہی بات اس کے دل و دماغ کے نزدیک بھی بھٹکی ہو۔ چنانچہ اسلام نے دل و دماغ کی یوں نہانی کی۔

وَلَا تَقْبَلُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عِنْدَ مَسْئُولٍ ۚ

اور تجھے جس بات کا علم نہیں ہے اس کے پیچھے نہ پڑ۔ بیشک کان۔ آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کی بابت پوچھا جائیگا۔

اس آیت مقدسہ کا مفہوم و مفاد یہ ہے کہ جس بات کا تمہیں یقینی علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ لگا کرو۔ محض فرضی

بقیہ صفحہ ۳۶ (۲۶) موجود نہ ہوں گے جو اصل منشائے خداوندی ہے یعنی امن و سکون۔ اطمینان اور بے غمی۔ علیہ اسلام شکست کفار وغیرہ۔ اب بھی اگر نہ مانو تو ماننا پڑیگا کہ تم لوگوں کو زندگی الہی پر اعتبار ہے اور نہ اس سے سروکار۔

کلب عباس۔ اور یہ قرطاس کا واقعہ تو بہت مشہور ہے حتیٰ کہ تمہاری بڑی بڑی معتبر کتابوں سے بھی پیش سرکتا ہوں پھر وہ طلبی قرطاس اور قلم و دو دستہ کس لئے اور کس غرض سے تھی۔

بنکاش۔ اس وقت موجودہ مضمون اور گفتگو کی طوالت سے یہی بہتر ہوگا کہ آپ کے اس سوال کا جواب معذرتاً تیار اور خیالات کو آئندہ صحبت پر ملتی رکھا جائے۔

وما توفیقی الا باللہ!

اور تخنیقی باتوں پر اپنے انتہا دکھانے کا دیکھا کرنا اور بغیر علم حاصل کے شریعت کے مسائل نہ بیان کیا کر دیکھنا۔
 آنکھ اور قلب سلیم سے اس امر کی پریشانی ہوگی کہ اکل چچ بات کا کیوں نتیجہ کیا گیا۔ یعنی کان۔ آنکھ اور قلب سلیم کا کام یہ ہے۔
 کہ ان کے ذریعہ علم و یقین حاصل ہو اور انسان ظن و گمان اور شک و شبہ کی تاریکیوں اور گمراہیوں سے نکل کر دلیل و
 برہان اور ایمان و یقین کی روشنی میں آجائے۔ کان۔ آنکھ اور قلب سلیم سے کام نہ لینا عقل و افہام کی وہ سب
 بڑی گمراہی اور غلطی ہے جو مذہب کو اولام و قیاسات اور فضول و بچہ باتوں کا مجموعہ بنا دیتا ہے۔ ان سے کام نہ لینے
 اور اکل چچ بات کے مان لینے کو اولام نے عذاب خداوندی ٹھہرایا ہے۔ اور بتلایا ہے کہ کھچلی تو میں اسی لئے تباہ
 و برباد ہوئیں۔ کہ انہوں نے علم و عقل کو چھوڑ کر ظن و گمان کا اتباع کیا۔ غرض ان تینوں چیزوں سے کام نہ لینا قوموں کے
 لئے وہ دائمی مرض ہے کہ اس کے لاحق ہونے کے بعد تو میں اپنا سارا شرف و کمال خاک ملا دیتی ہیں اور زندہ و عقل
 و فرزانہ قوموں کی ٹھوکروں سے پامال ہو جاتی ہیں۔ جیسی کہ آج بد بخت اور بیوقوف مسلمانوں کی حالت ہے۔

بھان اہل اسلام کیسا شاندار تمدن نواز اور علم و عقل پرور مذہب ہے جس کی رہنمائی میں آکر ایک انسان
 کا دل و دماغ روشن ہو جاتا ہے اور وہ صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات اور نائب حق بن جاتا ہے۔ ہمارے اسلاف نے
 اس پاکیزہ مذہب کا عملی نمونہ بنکر اقوام عالم کو علم و عقل کی دولت دی اور دین و دنیا کے مالک بنے۔ اور ہم اس لئے تباہ و برباد
 غلام و محکوم اور ذلیل و خوار ہیں کہ ہم اسلام کے بخشنے ہوئے علم و عقل کے نور سے محروم ہیں اور اسلامی ہدایات اور
 اپنی دماغی قابلیتوں سے کام نہ لینا نہیں جانتے۔ جہی تو ایسا شاندار اور عالم افروز مذہب کہتے ہوئے بھی "رام لیلہ"
 کا تماشا اور نمونہ بدھو بنے ہوئے ہیں۔

یہ ایک صاف اور مختصر ہونی حقیقت ہے کہ اگر ہم اسلام کی بخشی ہوئی ذہنیت اور روح حیات کے مالک ہوتے
 اور اسلام کی رہنمائی میں اپنے کان۔ آنکھ اور قلب سلیم سے کام لیتے تو دنیا میں ہمیں ہم ہوتے۔ ہمارے اندر رسم و رواج
 نہ ہوتا، مذہب پر اوہام و خرافات کا رنگ نہ چڑھتا، فضول اور محکمہ انگیز عقائد کو بیگی حاصل نہ ہوتی۔ خلاف عقل و قیاس
 باتوں کا رواج نہ ہوتا۔ ہم دوسروں کی ٹھوکروں سے یوں پامال نہ ہوتے کہ کسی عالیم "نجومی اور شاہ جی کو اثر و اقتدار
 حاصل نہ ہوتا۔ جن بھوت کا بھوت جہلا کے سر پر سوار نہ ہوتا اور تعویذات و عملیات سے ہمارے دماغی اور عقلی توفیق کرم خوردہ نہ
 ہوتیں۔ مگر ہماری قوم کے عام افراد کی جوقلمی و ذہنی کیفیت ہے۔ امکاناً اندازہ اس مسئلہ سے لگائیے۔ اور اس پس منظر
 ذہنیت پر ماتم کیجئے اور دوسری طرف دل کھول کر مہینئے۔

حبیبہ امبارک دن ہے۔ عید المومنین کی مقدس مسرت سے مومنوں کے چہروں پر نور الہی برسر رہا ہے۔ ہر درو دیوار
 اور سبزہ گل ہزار زبان سے وحدہ لا شریک لگوایا ہیں۔ جمعہ کا قدوسی تخیل رہ گم کر دکان باویہ ظلمت کیلئے چرخ
 ہدایت کا کام کر رہا ہے۔ خدا کے عبادت گذر بندے خدا تعالیٰ کے احکام و فرائض سننے کے لئے مسجدوں کی

طرف رواں ہیں اور ان اللہ کے گھروں میں معبودِ حقیقی کے نام کے خطبے پڑھے جا رہے ہیں۔ ایسے روزِ برکت آثار میں ایک شُرک پر دو طاعت الہی سے آزاد۔ بانکے ترچھے مسلمان یوں باتیں کرتے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ ایکایک میں سے تعلیم یافتہ اور روشن دماغ ہے جو دلیل و برہان سے کام لینا جانتا ہے اور ایک میاں ڈھکھل نقین۔ بے پندری کے بندھنے۔ سراپا و امہ۔ نئی سنائی باتوں کے گراموں عقل کے دشمن اور شاہِ جی کے مرید ہیں جنکے دماغ میں بجائے عقل کے برا بھس بھرا ہوا ہے۔ یہ حضرت اپنے دماغ کا بھس یوں بکھیرتے ہیں۔

شہرانی۔ ارے میاں سلیم! تم نے کچھ سنا بھی۔ ہمارے محل میں جو کلور تھا ہے نا اکی عورت کر مین پر بہت دنوں سے ایک شہید صاحب آتے ہیں۔ غریب کا بہت بُرا حال ہے۔ کل رات تو بچاری کا بہت ہی بُرا حال ہوا۔ مرنے لگی ہے شہید صاحب بڑے جلال میں تھے کہتے تھے کہ آج تجھے جلا کر بھسم کروں گا۔ تو نے ہمارے مزار کی بے ادبی کی ہے۔ وہ تو خیر ہوئی غریب بکھو جھا کا جھا گایا اور سائیں جلال شاہ کو بلالایا اور انہوں نے اگر بُرے شکل سے اس کی جان بچائی۔

سلیم۔ ابے رہنے بھی دے کیا بک بک لگائی ہے تیرے دماغ میں بھی بھس ہی بھس ہوا ہے۔ میرے دماغ کے کیڑے مک چاٹ گیا۔ یہ سب ڈھکوسلے اور لغو باتیں ہیں میں ایسی داہی تباہی باتوں کو نہیں مانتا۔ ایسی باتوں پر تیرے ہی جیسے کو دن ایمان لاتے ہیں جو عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھرتے ہیں بس ایسی باتوں کو تو اپنے دماغ میں ہی دھرے رہ۔

بکی کہیں کا کان کھا گیا۔

شہرانی۔ اچھا تو آپ بھوت پریت کو نہیں مانتے؟

سلیم۔ ابے کوئی ماننے کی بات ہو تو ماؤں یا یوں ہی بہہ بہر میر کی باتوں کو مان لوں۔

شہرانی۔ ارے میاں تم کیا چیز ہو تھو اے اچھے بھی نہیں گے۔ اگر تم آنکھوں دیکھی باتوں کو بروستی جھٹلا رہو وہ دوسرا بات سلیم۔ اگر تو نے مجھے کوئی بھوت پریت کو دکھا دیا تو میں تیری مانگ کے نیچے سے گل جاؤں گا اور بے دیکھے تو میں تیری کیا ساری دنیا کی بات نہ مان گا۔

شہرانی۔ تو نے سن آنکھوں دیکھی بات ہے۔ ابھی پرسوں ہی کا ذکر ہے میں آدھی رات کے وقت پشاپ کرنے کو اٹھا۔ اتفاق سے میری نظر دیوار پر جا پڑی۔ بس میں نے کیا دیکھا۔ یہ نہ پوچھ۔ اب بھی میں اگر اسکا خیال کرتا ہوں تو بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ مگر یاد تو اسکو بھی نہیں مان گا۔

سلیم۔ آخر تو نے کیا دیکھا۔

شہرانی۔ میں نے بچھا کہ ایک چڑیل دیوار پر سی جھاٹک ہی کر کیا تاؤں کی بھیاٹک صورت تھی۔ گز بھر کے دانت۔ آنکھیں لال لال لال۔ اور بال اثر ہے کی طرح۔ میں نے دیکھے ہی آنکھیں بند کر لیں اور جل تو جلال تو آئی بلا کوال تو پڑھنے لگا۔ گز پڑتا اپنے بستر پر پڑا۔ پھر نہ معلوم کیا ہوا۔ ایک لکی ڈرونی صورت میری آنکھوں میں پھر رہی ہے۔

سیکھ (تقبہ نگار) مرو آدمی یہ سب قوت و ہمہ کام ہے۔ جیسا خیال ہو وہی ہی صورت بنادے۔ آواز سنائے۔
حسن و حرکت پیدا کر دے اور چلا پھروے۔ اور پھر تیرے جیسے احمق اسی بات کا تکرار بناتے ہیں۔ پتا کھڑکا اور
تیرے جیسا سرکا۔ یہ سب دہمہ کی کارستانیاں ہیں اور بس۔

نشراتی۔ یہیں صاحب یہ قوت دہمہ لیا ہوا ہے۔ مجھے تو اپنے باپ دادا سے بھی اسکا نام نہیں سنا مگر تو بچپن سے بڑے بڑے
مولویوں اور مصنفوں سے یہی سنتے آئے ہیں کہ دیوجن، بھوت پریت برتی ہیں تمہیں ان سب کو دہمہ کی کارستانی بتلا دی۔
کل تو تم خدا کو بھی جھٹلا دو گے۔

سیکھ۔ ارے بھلے مانس۔ تم جیسے موٹی اور بھاری عقل کے مالک ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے اور تم اپنے باپ دادا سے
کیا سنتے وہ بھی تمہاری ہی جیسی عقل کے مالک تھے۔ بسنو دہمہ یہ کام کرتا ہے کہ خیال کے مطابق اپنی طرف سے صورتوں
کا اختراع کرتا ہے۔ جہاں چاندنی رات میں دور سے کوئی پتھر، دشت یا اور کوئی صورت نظر آتی اور روح فنا ہو گئی
کہ یہ تو بھوت ہے بولے اور ٹیٹھنوا لیا۔ خیال کی حاشیہ آرائی کے بعد دہمہ صورت اختراع کرتا ہے پھر آواز اور پھر حسن و
حرکت وغیرہ۔ میرے ایک دوست محمد عثمان صاحب اور سیر ہنر اپنا ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک
مرتبہ رات کے ایک سرکاری کام درمیش آگیا اور جس جگہ میں جانا چاہتا تھا وہ جگہ میری کوٹھی سے پانچ چھ میل کے فاصلہ
پر تھی اور راستہ میں ایک پرانا مقبرہ پڑتا تھا جسکا دروازہ میراں اور کچھ جھاڑیاں مقبرے انہی میں سے ہو کر رستہ گزرتا
تھا میں جب جانے لگا تو میرے نوکر نے کہا کہ بالوجہ آس پاس راستہ سے نہ جائیں کیونکہ اس مقبرہ میں ایک زبردست
جن رہتا ہے بعض تو کہتے ہیں کہ کوئی ”بے سرا“ رہتا ہے شام کے بعد وہ رستہ بند ہو جاتا ہے۔ جو گزرتا ہے وہ زور

بچکر نہیں جاتا میں نے کہا یہ سب لہو اور بے بنیاد باتیں ہیں۔ میں ادھر ہی سے جاؤں گا۔ اور اُس بے سرے سے
دو دو ماٹھ کر دنگا۔ عرض میں روانہ ہو گیا جسوقت وہ جگہ نزدیک آگئی۔ تو مجھ پر دہمہ نے یہ خیال آیا کہ کہیں اتنی
وہ باتیں سچی نہ ہوں۔ اس خیال کو میں اٹھانا چاہتا تھا مگر اس نے میرا پیچھا نہ چھوڑا۔ اب میں عین مقبرہ کے مقابل گھنڈی
سے گزر رہا تھا۔ اتفاق سے میرے منہ کا پلا پچھپے سے ایک جھکی ہوئی میری کی ٹہنی میں اٹک گیا۔ بس پھر کیا تھا

اوسان ہی تو خطا ہو گئے میں نے اپنے دل سے کہا آج تو بڑے پچھنے ذرا کھلائے اور اس نے گلا دوچا۔ ذرا بے
اور شامت آئی۔ میں نے انہیں بند کر لیں اور جو جو قرآنی آیات دھنیں وہ سب پڑھ گیا مگر جب اسی طرح تین چار
گزر گئے اور کوئی اور بات نظر نہ آئی تو پینے ڈرتے ڈرتے پیچھے پڑ کر دیکھا۔ یہ دیکھ کر میری خفت کی کوئی انتہا نہ رہی
کہ پلا ایک ٹہنی میں اٹکنا ہوا تھا۔ میں لا حول و لا قوۃ پڑھ کر آگے روانہ ہو گیا۔ احمق یہ ہے بھوت پریت کی حقیقت
اب اگر کوئی اور ہوتا نہ معلوم دہمہ کیا کیا بھیاں کر دیتا دیکھا تو اور اسی کا تکرار بناتا۔ اتنی تیزی سے ہو گئی ہو گی۔

نشراتی۔ بس بس بار رہنے دے تو تو فلاطون کا باپ اور ارسطو کا دادا ہی بنتا جاتا ہے۔ کوئی بات ماننا ہی

نہیں اور تساری دنیا کو بوقوف بنائے جا رہا ہے۔ تجھے تو بس ایک ہی بات آتی ہے کہ سب پوچھ سب ایچ اور سب سو اسکے سوا اور تیرے پاس میرے دعویٰ کو جھٹلانے کی کیا دلیل ہے۔ اپنی طرف سے ایک واقعہ گھر کو نسا دیا اور گویا میرے بد یہی ثبوت کی تردید کر دی۔ میاں جس روز کسی بھوت پریت کا سامنا ہوگا اس روز جو کڑی بھول جاؤ گے۔ اور اسی روز آپکی کھوپڑی میں بھوت پریت کا جو گھس جائیگا۔ بھلا میں تمہاری باتوں کو کیسے تسلیم کر لوں جب میں نے اپنی آنکھوں سے ایسے ایسے واقعات دیکھے ہیں۔ پیران کلیہ میں ایک سائیں "ریگلے شاہ" رہتے ہیں۔ بڑے زبردست عامل ہیں۔ میرے سامنے کی بات ہے میں انکی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک بڑھیا انکے پاس آئی اور کہا میری بیٹی کیلئے ایک تعویذ لکھ دیجئے انہوں نے فوراً لکھ دیا۔ تعویذ لکھ کر دیا کہ اس پر ایک شہید صاحب آتے ہیں بہت تعویذ گنتی لے کر چکی ہوں مگر کسی سے فائدہ ہوا۔ شاہ صاحب نے یہ سنتے ہی اپنا تعویذ واپس لے لیا اور کہا ہاری نیکی بخت اچھا ہوا جو تونے کہہ دیا ورنہ رات کو شہید صاحب سے ہماری لڑائی ہوتی۔ اس پر وہ منت سماجت کرنے لگی۔

انہوں نے کہا اچھا اگر تعویذ لینا ہی ہے تو پیسے شہید کی نیاز کا سوار دہیہ۔ سو اسیر گھی۔ سو اسیر شکر اور ایک اٹھہ کا تھان لاؤ۔ چنانچہ دوسرے دن وہ سب چیزیں لائی اور تعویذ لگائی۔ اسکے دوسرے دن انکو بڑھیا نے خبر دی کہ شاہ صاحب خدا تمہارا بھلا کرے آج کی رات میری لڑکی نہایت آرام سے سوئی۔ انہوں نے کہا آرام کیوں نہ ہوتا شہید کو تو ہم نے جانے ہی نہیں دیا تمام رات یہاں لڑا تا رہا اب تم تو اسے بھی نہیں مانو گے خیر بھوت پریت کو تو تم کیا مانو گے شہید دل کو تو اچھو ضرور ہی ماننا پڑیگا کیونکہ ان کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

سیدیم۔ شہرانی مجھے تیری سادہ لوحی و ضعیف الاعتقادی اور بوقونی پر رحم آتا ہے۔ ورنہ تیرے جیسے جاہل کے مقابل میں چپ ہی بھلی۔ سن ہم جیتے جاگتے بھوت اور پڑھے لکھے جن ہیں۔ جسے کسی جانتے اور کوئی چڑلیوں سے محلے خالی کر آئے۔ جہاں دس جوئے کھوپڑی پر جہائے اور بھوت پریت نے اپنا بوریا بستر باندھا میں بھلا تیری ان گپوں میں کیوں آنے لگا۔ بھلے آدمی ذرا تو عقل سے کام لے کبھی کسی سیم کے سر پر بھی بھوت جراتے ہوئے دیکھا حالانکہ وہ ہنرستانی عورتوں سے زیادہ خواہورت اور نازک محلی ہیں۔ یہ ساری آلا بھلا تمہارے ہی گھر والے اور عورتوں میں آپڑی۔

شہرانی۔ اچھا یہ بتاؤ تم شہید اور پیر فقیر کو بھی مانتے ہو یا نہیں؟

سیدیم۔ کیوں نہیں سیم مانتے ہیں کہ وہ اللہ کے بزرگ بندے ہیں اور بس۔ باقی یہ کہ وہ کسی عورت کے سر پر آنے کا بھی سوا انگ بھرتے ہیں اسکو میں نہیں ماننا۔

شہرانی۔ تم لوگوں کا تو انگریزی پڑھ کر دماغ ٹسک لیا ہے۔ اب تمہارے منہ کون لگے۔ تم لوگ تو پرانے بزرگوں کی ہر بات کو جھٹلا دیتے ہو اور اپنی عقل کے سامنے خدا رسول کی بات بھی نہیں چلنے دیتے۔ دیکھو کچھ پچھلے جنہ

کو مولوی صاحب نے دماغ میں بیان کیا تھا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے پاس ایک طالب علم ٹیڑھا تھا جو نہایت خوبصورت تھا اسکے پاس ایک چٹیل خوبصورت بنکر آیا کرتی تھی اور دو روپے ہر شنب کو دیکھائی اور تمام رات اسکے پاس رہتی۔ ایک روز دونوں ایک چارپائی پر تھے اور چراغ دس گز کے فاصلہ پر جل رہا تھا طالب علم نے اس سے کہا کہ جا چراغ گل کرنے اس نے وہیں سے لاکھ بڑھا کر چراغ بجھا دیا یہ کیفیت دیکھ کر طالب علم سہم گیا۔ عورت بھی تار لگئی اسکی بہت کچھ تسلی و تسفی کی اور کہا کہ میں تجھ پر عاشق ہوں تو کسی بات کا اندیشہ نہ کر۔ اس نے رات بھر مشکل بسر کی اور صبح کو یہ ماجرا حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے ایک تعویذ لکھ کر اس کے بازو پر باندھ دیا۔ رات ہوئی تو وہ چٹیل حسب عادت آئی مگر دو دھڑکی رہی اور اس سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تیرے مجھ پر ایسا ظلم کیا یہ تعویذ مکھول ڈال لیکن اس نے تعویذ نہ کھولا۔ آخر وہ مجبور ہو کر چلی گئی اور پھر کبھی نہیں آئی۔ بھلا ایسے بزرگوں کی باتیں جھوٹی ہو سکتی ہیں۔ اگر بھوت چٹیل کوئی اجیز نہیں تو شاہ صاحب تعویذ کیوں دیتے اسکو سبھا دیتے کہ بھئی وہ وہی صورت ہے۔

سلیمن۔ یہی تو تم لوگوں کی جہالت اور نقص ہے کہ تم شخص کی باتوں کو بے دلیل کے مان لینے ہو اور اسکو عقل و شرع کی روشنی میں نہیں پرکھتے کسی نے یہ قصہ حضرت شاہ صاحب کی طرف یہ نہی منسوب کر دیا ہے۔ اسی طرح سینکڑوں جھوٹی اور فرضی حکایتیں اور قصے شہور ہیں جن کی کوئی اصل نہیں اور سب بات کی ایک بات یہ ہے کہ ہم تو اس بات کو مانتے ہیں جس کا ثبوت شرع اور عقل سے ہو۔ اگر تم یہوت چڑیلوں کا وجود قرآن و حدیث اور عقل سے ثابت کر دو تو میں سو دفعہ ماننے کے لئے تیار ہوں۔ ورنہ میں پڑھا لکھا جن ان باتوں سے لاتر تا نہیں۔ جنوں کے وجود کا میں قائل ہوں۔ مگر بھوتوں وغیرہ کا قائل نہیں ہوں۔ اب شہر آتی کھیا نہ ہو گیا اور لا جواب ہو کر کہنے لگا۔ اچھا صاحب ہم ہارے اور آپ جیتے۔ مگر دل تو میرا مانتا نہیں کہ ساری دنیا کی بات تو جھوٹی ہو اور تمہارے جیسے چند انگریزی خوانوں کی بات سچی۔

سلیمن نے کہا یہ تمہارا تصور نہیں بلکہ جہالت کا فتور ہے جس نے ہماری قوم کے دماغوں کا ستیاناس کر دیا ہے۔ عقلیں کرم خوردہ ہو چکی ہیں اور لغویات و لچریات نے اسے اپنا بنالیا ہے۔ جب تک ہماری قوم میں علم و عقل کی روشنی نہیں آئے گی وہ اسی طرح پستی و ذلت میں پڑی رہے گی۔ اس کے بعد دونوں علیحدہ ہوئے اور شہر آتی نے اپنے گھر جا کر جب ان باتوں پر غور کیا تو اپنے آپکو ان کے تسلیم کر لینے پر مجبور پایا۔

Handwritten text in Arabic script, likely a manuscript or letter. The text is written in a cursive style and is somewhat faded.

Printed text in Arabic script, likely a title or heading. The text is in a bold, stylized font and is surrounded by decorative borders.

Printed text in Arabic script, likely a title or heading. The text is in a bold, stylized font and is surrounded by decorative borders.

Printed text in Arabic script, likely a title or heading. The text is in a bold, stylized font and is surrounded by decorative borders.

Printed text in Arabic script, likely a title or heading. The text is in a bold, stylized font and is surrounded by decorative borders.

Printed text in Arabic script, likely a title or heading. The text is in a bold, stylized font and is surrounded by decorative borders.



Printed at Manohar Press, Sargodha by M. Zahur Ahmad Bugvi
Editor & Printer and Published by him from the
office of "Shams-ul-Islam", Bhera

